تالیف

الامام الحافظ علامہ شمس الدین الذہبی

ترجمہ وفوائد

ابوذر زکریا

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

40
25/-

Kitabosunnat.com

صفات رب العالمین

تالیف

الامام الحافظ علامہ شمس الدین الذہبیؒ

تخریج وتحقیق

عبد القادر بن محمد عطا صوفی

ترجمہ

ابوذر زکریا

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون ۷۲۴۲۶۰۴

نام کتاب .... صفات رب العالمین

مولف .... الامام الحافظ علامہ شمس الدین الذہبیؒ

ترجمہ .... ابوالقاسم حافظ محمود تبسم

اشاعت اول .... جنوری 2004

تعداد .... ایک ہزار

قیمت .... -/40 روپے

ناشر .... سمیع اللہ

مطبع .... موٹروے پریس

فہرست عنوانات

مقدمۃ المترجم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا رَبِّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْھِکَ وَ عَظِیْمِ سُلْطَانِکَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَ رِضَا نَفْسِہٖ وَ زِنَۃَ عَرْشِہٖ وَ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی نَبِیِّکَ وَ رَسُوْلِکَ صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ مِنْ ھَمْزِہٖ وَ نَفْخِہٖ وَ نَفْثِہٖ.

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ. ﴾ (سورۃ الحجر:۹)

"یقیناً ہم ہی نے "ذکر" (قرآن حکیم) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

پہلے انبیاء پر نازل شدہ کتب و شرائع اپنی اصل شکل و صورت میں کہیں بھی موجود نہیں ہیں۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی نازل شدہ شریعت بالکل اپنی اصل شکل و صورت میں موجود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلی شرائع کے برعکس ہماری شریعت کی حفاظت کا ذمہ خود اٹھایا ہے۔ کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ حدیث رسول مقبول ﷺ بھی لفظ شریعت میں داخل و شامل ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لفظ "ذکر" سے تعبیر کیا ہے۔ تو جس طرح قرآن مجید محفوظ ہے اور اس کی حفاظت کی ضمانت خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے اسی طرح حدیث پاک بھی محفوظ ہے اور اس کی بھی حفاظت کی ضمانت اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید اصل اور متن کی حیثیت رکھتا ہے اور حدیث رسول ﷺ اس کی تشریح، تفسیر اور تعبیر ہے۔ لہٰذا متن سے استفادہ کے لئے شرح و تفسیر کی اشد اور

ازبس ضرورت ہے ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ﴾ (سورة النحل:٤٤)

''ہم نے آپ کی طرف ''ذکر'' نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کی طرف نازل شدہ (شریعت) کو کھول کھول کر بیان کر دیں شاید کہ وہ غور وفکر کریں۔''

ان ہر دو آیات میں لفظ ''ذکر'' میں قرآنِ مجید کے ساتھ ساتھ حدیث رسول ﷺ بھی شامل ہے چنانچہ حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ذکر'' ان تمام چیزوں کا نام ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ پر نازل کیا قرآنِ مجید ہو یا وہ حدیث جس کی وحی آپ ﷺ کی طرف اس لئے کی گئی تاکہ آپ اس کے ذریعے قرآن کریم کی تفصیل بیان کریں۔ الاحکام فی اصول الأحکام للامام ابن حزم: ١/١٢٢

نیز حدیث میں ہے:

((اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَ مِثْلَهٗ مَعَهٗ))

(مسند احمد ج ٤ ص ١٣١ ۔ ابوداؤد)

''خبردار! مجھے قرآن مجید دیا گیا ہے اور اس جیسی ایک اور چیز اس کے ساتھ دی گئی ہے۔''

جس طرح اللہ تعالیٰ نے حفاظِ قرآن اور ماہرین علوم قرآنی کے ذریعے قرآن مجید کی حفاظت فرمائی اسی طرح حفاظِ حدیث اور ماہرین علوم حدیث کے ذریعے حدیث کی حفاظت فرمائی ہے محدثین کرام رحمہم اللہ نے احادیث کے اندر دست اندازی کرنے والوں کو بے نقاب کیا اور حدیث صحیح وضعیف کو پرکھا اور الگ الگ کیا اور باقاعدہ اس کے اصول مرتب کیے جس طرح آپ ﷺ کے دور میں قرآن مجید کی

کتابت ہوتی رہی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید کو جمع فرما کر کتابی شکل دی اسی طرح ارشاداتِ نبویؐ بھی قلمبند ہوتے رہے ارشاداتِ نبویؐ:

((اُكْتُبُوْا لِأَبِي شَاةٍ)) (صحيح بخاری ١/٢٢)

''خطبہ حجۃ الوداع ابوشاہ کو لکھ دو۔''

نیز ((اُكْتُبُوْا وَلَا حَرَجَ)). (التدريب ص ٢٨٦)

''کوئی حرج نہیں (احادیث) لکھ لیا کرو۔''

اس کے بین ثبوت ہیں:

احادیث نبویہؐ کا بہت بڑا سرمایہ عہدِ نبویؐ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں مرتب ہو چکا تھا۔ احادیث کا یہ ذخیرہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں قلمبند ہوا اس کی تعداد ان احادیث سے ہرگز کم نہیں جو آج حدیث کی مستند اور مطبوعہ کتابوں میں موجود ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں مدونہ مجموعہ ہائے حدیث میں سے چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

صحیفہ عمرو بن حزم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو اہل یمن کے لیے زکوٰۃ' صدقات اور قصاص و دیت کے احکامات پوری تشریح و تفصیل کے ساتھ لکھوائے تھے۔

(شرح معانی الآثار ج ۲/ ۴۱۷)

صحیفہ اہل یمن:

علاوہ ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف احکام پر مشتمل ایک اور صحیفہ اہل یمن کو لکھوا کر روانہ فرمایا: (مسند دارمی صفحہ ۳۹۳)

صحیفہ وائل بن حجر:

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ حضر موت کے شہزادے تھے۔ مدینہ منورہ تشریف لا کر دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ چند ایام کے قیام کے بعد جب واپسی کا ارادہ فرمایا

تو نبی کریم ﷺ نے نماز، روزہ اور شراب کے احکام پر مشتمل ایک صحیفہ لکھوا کر دیا تھا۔

صحیفہ علی بن ابی طالب:

یہ صحیفہ دیت، فرائض صدقہ و زکوٰۃ اور حرم مدینہ کے احکام پر مشتمل تھا۔

خطوط و وثائق:

ان کے علاوہ سینکڑوں خطوط و وثائق ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے مختلف اوقات میں بہت سے عرب و عجم کے ملوک، رؤساء، قبائل اور دیگر لوگوں کے نام لکھوا کر ارسال فرمائے۔ (مجموعہ الوثائق للدکتور حمید اللّٰہ ص ۵۰)

نیز میثاق مدینہ اور معاہدہ صلح حدیبیہ تاریخ اسلام کی وہ سنہری تحریریں ہیں جن کا انکار کسی صاحب عقل سے بعید از قیاس ہے۔

صحیفہ صادقہ:

صحیفہ صادقہ مشہور مجموعہ احادیث نبویہؐ ہے جس میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث منقول ہیں۔

صحیفہ ہمام بن منبہ:

اس میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ۱۳۹ احادیث درج ہیں۔

صحیفہ ابی الزبیر:

اس میں سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث مندرج ہیں۔

علاوہ ازیں پچاس سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کتابت احادیث نبوی کا ثبوت پایا جاتا ہے۔ (مقدمہ صحیفہ ہمام بن منبہ ص ۵)

کتب احادیث کی اقسام

اسلوبِ جمع و تدوین کے لحاظ سے کتب احادیث کی کئی اقسام ہیں۔ مثلاً:

الجامع، السنن، المسند، المعجم، المستخرج، المستدرك، الجزء، الاطراف

المصنف' المؤطا اور الأربعین وغیرھا وغیرھما۔

الأربعین:

چونکہ اس وقت ہم امام ذہبی کی کتاب ''الأربعین فی صفات رب العالمین'' کو اردو قالب میں ڈھال رہے ہیں لہٰذا ''اربعین'' کے بارے میں کچھ وضاحت ضروری ہے۔ جس کتاب میں چالیس احادیث جمع ہوں ''اربعین'' کہلاتی ہے۔

محدثین عظام و محدثین کرام نے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے۔ صاحب کشف الظنون کے مطابق ''اربعینات'' کی تعداد ۷۲ کے قریب ہے۔ بعض نے احکام سے متعلق احادیث جمع کی ہیں تو بعض نے توحید و صفات پر' کسی نے عبادات سے متعلق احادیث یکجا کی ہیں تو کسی نے مواعظ و رقائق سے متعلق' کچھ نے صرف صحیح احادیث جمع کرنے کا قصد کیا تو کچھ نے عالی اسناد کا اسی طرح کے پیش نظر لمبی لمبی دلچسپ چالیس احادیث تھیں۔

اربعین کی بنیاد اسناد کثیرہ سے مروی وہ احادیث ہیں جن میں چالیس احادیث حفظ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ مثلاً:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَفِظَ عَلٰى أُمَّتِيْ أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا مِّنْ أَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيْهًا عَالِمًا. (المحدث الفاصل ص ۱۷۳)

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص میری امت کے لئے اس کے دینی معاملات کی چالیس احادیث محفوظ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن عالم اور فقیہہ بنا کر اٹھائے گا۔''

محدثین کرام ان احادیث کے جمیع طرق کو ضعیف قرار دینے پر متفق ہیں۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

هذا متن مشهور فيما بين الناس و ليس له اسناد صحيح۔

(مرعاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح ج ۱ ص ۳۵۰)

''یعنی یہ الفاظ لوگوں میں مشہور ضرور ہیں مگر اس کی کوئی سند صحیح نہیں ہے۔''

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

اتفق الحفاظ علی أنه حديث ضعيف و إن كثرت طرقه.

''حفاظِ حدیث اس حدیث کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں اگر چہ اس کی اسناد زیادہ ہیں۔'' (بحوالہ مذکور)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

جمعت طرقه في جزء ليس فيها طريق يسلم عن علة قادحة.

(تلخیص الحبیر لابن حجر عسقلانی ج ۳ ص ۹۴)

''میں نے اس کے تمام طرق و اسناد کو ایک مستقل رسالے کی شکل میں جمع کر دیا ہے مگر کوئی بھی سند و طریق ضعف و علت سے خالی نہیں ہے''۔

یہ حدیث مندرجہ ذیل تیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

(۱) سیدنا علی بن ابی طالب (۲) سیدنا عبداللہ بن مسعود (۳) سیدنا معاذ بن جبل (۴) سیدنا ابوسعید خدری (۵) سیدنا ابوہریرہ (۶) سیدنا ابوامامہ (۷) سیدنا عبداللہ بن عباس (۸) سیدنا عبداللہ بن عمر (۹) سیدنا عبداللہ بن عمرو (۱۰) سیدنا جابر بن سمرہ (۱۱) سیدنا انس بن مالک (۱۲) سیدنا ابوالدرداء (۱۳) سیدنا نویرہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

یہ احادیث درج ذیل پچیس کتب میں مذکور ہیں:

(۱) اتحاف السادة المتقين للزبيدى (۲) تلخيص الحبير لابن حجر عسقلانى (۳) التاريخ الكبير للبخارى (٤) الترغيب و الترهيب للمنذرى (٥) البداية و النهاية لابن كثير (٦) جامع مسانيد ابى حنيفه (۷) الدرر المنتشرة فى الأحاديث المشتهره للسيوطى (۸) شرف أصحاب الحديث للخطيب البغدادى (۹) سلسلة الأحاديث الضعيفة و الموضوعة

للالبانی (۱۰) فہرسة ابن خیر (۱۱) امالی الشجری (۱۲) المعجم الکبیر للطبرانی (۱۳) المغنی عن حمل الأسفار للعراقی (۱٤) تذکرة الموضوعات للفتنی (۱٥) تذکرة الموضوعات لابن القیسرانی (۱٦) تنزیه الشریعة لابن عراق (۱۷) الکامل فی الصنعفاء لابن عدی (۱۸) الفوائد المجموعة للشوکانی (۱۹) کنز العمال للمتقی الهندی (۲۰) العلل المتناهیة لابن الجوزی (۲۱) المطالب العالیة لابن حجر عسقلانی (۲۲) جامع بیان العلم وفضله لابن عبدالبر (۲۳) الدر المنثور للسیوطی (۲٤) مشکوة المصابیح (۲٥) تهذیب تاریخ دمشق لابن عساکر الدمشقی.

امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب العلل المتناهیة میں تیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی یہ حدیث بجمیع طرق ذکر کر کے ان کا ضعف بیان کر دیا ہے۔

(العلل المتناهیة ج۱ص۱۱۲ تا ۱۱۸)

اس کے باوجود بعض علماء کا کہنا ہے کہ بلاشبہ ہر طریق و سند علیحدہ علیحدہ تو ضعیف ہے مگر اس حدیث کے تقریباً چوبیں طرق کو ملایا جائے تو حسن لغیرہ کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ علاوہ ازیں کچھ علماء فضائل اعمال میں ضعیف روایات پر عمل کرنے کے جواز کے بھی قائل ہیں۔

گمراہ عقائد کے حامل فرقوں میں سے مشبہہ' مجسمہ اور معطلہ ایسے فرقے ہیں جو اپنے مخصوص غلط عقائد کی بنا پر کسی نا کسی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی صفات کے منکر ہیں۔ مشبہہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو انسانوں کی صفات سے تشبیہ دیتے ہیں' مثلاً اللہ تعالیٰ ہماری طرح سنتا دیکھتا ہے۔ مجسمہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری طرح جسم رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ کے ہاتھ' کان' آنکھیں ہیں۔ جیسے ہمارے ہاتھ' کان' آنکھیں ہیں۔ جبکہ معطلہ سرے سے اللہ تعالیٰ کی صفات و اعضاء کے منکر ہیں۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ.

محدثین نے ان فرقِ باطلہ کے رد میں با قاعدہ کتب تصانیف کی ہیں۔ جن

میں اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا بالتفصیل تذکرہ کیا ہے۔اس سلسلہ میں امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب ''الاسماء والصفات'' بہت معروف ہیں۔امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس موضوع پر اپنا قلم اٹھایا ہے اور کتاب ''الاربعین فی صفات رب العالمین'' ایسی قیمتی یادگار چھوڑی ہے جو اس وقت اردو قالب میں آپ کے ہاتھ میں موجود ہے۔

آخر پر میں اپنے چند ایک محسنین کا شکر ادا نہ کروں تو یہ بڑی نا انصافی ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ.

''جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہ کر سکے وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکریہ ادا نہیں کر سکتا''۔

بالخصوص مولانا ابوالحسن مبشر احمد ربانی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ جنہوں نے اس کتاب کا ترجمہ کرنے کی ترغیب دی علاوہ ازیں میرے نہایت قابل احترام ساتھی فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالرحمٰن ضیاء شیخ الحدیث جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ لاہور کا تہہ دل ممنون ہوں جو ہر موقع پر مجھے فنی تعاون فراہم کرتے رہے۔ فجزاهم الله أحسن الجزاء في الدنيا والآخرة.

مجھے اپنی کم علمی کا شدت سے احساس ہے۔اہل علم سے درخواست ہے کہ تسامحات کی نسبت میری طرف سمجھتے ہوئے اصلاح سے آگاہ فرمائیں۔تاکہ آئندہ ایڈیشن میں درستی ہو سکے۔

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین

ابوذر محمد زکریا

ابوذر سٹریٹ فیروز وٹواں ضلع شیخوپورہ

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی

تعارف:

آپ کی کنیت: ابوعبداللہ' لقب: شمس الدین اور نام محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز بن عبداللہ ذہبی ہے' آپ کے آباؤ اجداد کا اصل وطن ترکمانستان تھا۔

تاریخ پیدائش:

آپ ربیع الثانی 673ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے۔

طلبِ حدیث:

آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں طلب حدیث کی جستجو کی اور ملک شام کے مختلف شہروں کا سفر کیا' اور مشائخ سے علم کا فیض حاصل کیا دمشق' بعلبک' حمص' حماۃ' حلب' طرابلس' نابلس' رملہ اور قدس میں حدیث کا سماع کیا' علاوہ ازیں مکہ مکرمہ' اسکندریہ' بلبیس' قاہرہ وغیرہ کی طرف بھی رختِ سفر باندھا۔

علمی مرتبہ:

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے علم میں وہ بلند مقام حاصل کیا جہاں تک بہت کم علماء پہنچے ہیں' اہل علم کے ہاں ان کی کتب کو بہت اچھی شہرت نصیب ہوئی اور درجہ قبولیت حاصل ہوا۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تالیفات وتصنیفات کی بہت سے علماء کرام نے تحسین وتعریف کی ہے' مثال کے طور پر علامہ سبکی فرماتے ہیں: حافظے کے اعتبار سے دورِ حاضر کے امام' امام جرح وتعدیل' ہر فن مولی تھے۔

علامہ صفدی فرماتے ہیں: نقد ونظر میں مجتہد' انہیں محققین' ائمہ سلف کے مذاہب اور اقوالِ علماء میں پوری مہارت حاصل تھی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نے آبِ زم زم اس نیت سے پیا کہ میں حفظ میں امام ذہبی کے مرتبہ کو پہنچ جاؤں''۔

امام سیوطی نے انہیں ان چار میں سے ایک شخصیت قرار دیا ہے: محدثین جن کے اپنے زمانے میں اسماء الرجال اور دیگر تمام علوم وفنون میں دستِ نگر تھے۔

تالیفات وتصنیفات:

امام ذہبی رحمہ اللہ کی مختلف علوم وفنون پر بہت زیادہ تالیفات وتصانیف ہیں' جن تمام کا تذکرہ یہاں مشکل ہے' چند ایک اہم کتب درجِ ذیل ہیں:

1. سیر أعلام النبلاء
2. معجم الشیوخ
3. تذکرة الحفاظ
4. طبقات القراء
5. الشفاعة
6. صفة النار
7. میزان الاعتدال
8. العلو للعلی الغفار
9. تلخیص المستدرك
10. المغنی فی الضعفاء

تاریخ وفات:

بالآخر شمسِ علم وعرفان امام ذہبی رحمہ اللہ سوموار کی رات بتاریخ 3/ ذوالقعدہ 748ھ کو ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

مدفن:

آپ دمشق کے قبرستان باب الصغیر میں مدفون ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ قَبْرَهٗ رَوْضَةً مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ.

مسلک:

آپ کو حدیث اور اہلحدیث سے از حد محبت ہے' مسلک سلف اور مآثر محدثین کے احیاء کے جذبہ سے سرشار ہیں' حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تراجم محدثین اور ان کے مسلک کی طرف دعوت کی ضرورت غالباً اس لیے زیادہ محسوس کی کہ فقہاء زمانہ تفریعات وتخریجات فقہیہ پر جمود کے باعث نہ محدثین کو درخورِ اعتناء سمجھتے تھے اور نہ ان کے مسلک کو وقعت دیتے تھے۔ آپ نے اپنے شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتِ اصلاح کو قبول کرتے ہوئے مسلکِ محدثین کی تبلیغ واشاعت کو مقصدِ زندگی بنایا۔

مذکورہ بالا بیان سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آپ کو شافعی المذہب یا حنبلی المسلک وغیرہ کہنے والے غلطی پر ہیں' وہ تو تقلید سے کوسوں دور تھے' ان کی تصانیف بالخصوص تذکرۃ الحفاظ اور سیر أعلام النبلاء اس پر شاہد بیّن ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مقدمة المؤلف

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سب تعریفات کے لائق اللہ تعالیٰ کی وہ ہستی ہے جو زندہ اور سب کو تھامنے والا ہے' اکیلا و یکتا' تنہا و منفرد اور بے نیاز و غیر محتاج ہے' جو نہ کسی کا باپ اور نہ کسی کا بیٹا ہے' اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

اور تمام تعریفات اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک و ساجھی رکھتا ہے نہ اس سبب سے کہ وہ کمزور ہے' کوئی اس کا حمایتی ہے۔

اور سب تعریفات کے لائق اللہ تعالیٰ ہی کی ہستی ہے جو بلند شان اور کبریائی والا ہے' اس جیسی کوئی چیز نہیں' وہ سننے اور دیکھنے والا ہے' وہ ذات جو اپنی بلند صفات میں مخلوقات کی صفات سے مختلف ہے اگرچہ ان صفات کے نام ایک ہی ہوں۔

اور سب تعریفات کے قابل اللہ تعالیٰ کی وہ ذاتِ اقدس ہے جو ہمیشہ سے اپنی بلند صفات سے متصف اور اپنے اچھے اچھے ناموں سے موسوم ہے' پاک ہے آپ کا رب جو بہت بڑی عزت والا ہے ہر اس چیز سے (پاک ہے جو مشرک) بیان کرتے ہیں' اور وہ پاک اور بلند ہے اس چیز سے جو وہ کہتے ہیں' یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوقات کی صفات سے تشبیہ دینے والے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرنے والے'

خبردار! خالق و حاکم ہونا اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہے اللہ تعالیٰ بڑے بابرکت ہیں جو تمام جہانوں کے پروردگار ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ امی نبی سیدنا محمد ﷺ پر، اور آپ کی آل، اصحاب پر قیامت تک مسلسل و دائم درود و سلام کی برکھا برسائے۔

حمد و ثنا کے بعد میں ان شاء اللہ اس کتاب میں اللہ عزوجل کی صفات بارے چالیس احادیث اور اس بارے اسلاف سے منقول بعض اقوال بھی لکھوں گا۔

اللہ تعالیٰ ہی اپنی حب و رضا کے کاموں کی توفیق دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر برائی سے اجتناب اور نیکی کا ارتکاب ممکن نہیں۔

توحید باری تعالیٰ کا بیان

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾

"کہہ دیجیے! اللہ ایک ہے"

حدیث : عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ، وَ كَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِـ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴾. فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: ((سَلُوْهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ؟)). فَسَأَلُوْهُ، فَقَالَ: لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((فَأَخْبِرُوْهُ أَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ)). أَخْرَجَاهُ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ وَهْبٍ.

ترجمہ "سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ایک اسلامی دستے (سریہ) کا امیر بنا کر بھیجا' وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تو (ہر رکعت) ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ کی قرأت پر ختم کرتے' تو جب وہ واپس لوٹے' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا تذکرہ کیا' چنانچہ آپ نے فرمایا اس سے پوچھو وہ ایسے کیوں کرتا ہے؟ انہوں (اصحاب) نے اس (امیر) سے پوچھا تو اس نے کہا: کیونکہ یہ اللہ رحمٰن کی صفت ہے لہٰذا میں اس کی قرأت پسند کرتا ہوں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے بتادو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے ہیں"۔

اس حدیث کو بخاری و مسلم نے بسند ابن وہب روایت کیا ہے۔

اس صفت (الٰہی) کے اثبات میں کسی مسلمان نے مخالفت نہیں کی۔

فوائد : اس حدیث سے مندرجہ ذیل مسائل ثابت ہوتے ہیں۔

1. **كان يقرأ لأصحابه** : امامت کے فرائض سرانجام دینا امیر کی ذمہ داری ہے۔
2. **فيختم بقل هو الله احد** : ہر رکعت میں ایک ہی سورت کی قرأت درست ہے۔

❸ سلوه لأي شيء يصنع ذلك : امیر میں خلاف معروف کوئی بات نظر آئے تو دریافت کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

❹ لأنها من صفة الرحمن : اللہ تعالیٰ کی صفات سے محبت مومن کی سعادت ہے۔

❺ أن الله يحبه : سورۃ الاخلاص سے محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کا موجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کا بیان

﴿ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴾

''اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہیں''

حدیث : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ : أَتَى جِبْرِيلُ بِمِرْآةٍ بَيْضَاءَ ، فَقَالَ : ((مَا هٰذِهِ ؟)). قَالَ : الْجُمُعَةُ ، وَ هُوَ الْيَوْمُ الَّذِي اسْتَوٰى فِيهِ رَبُّكَ عَلَى الْعَرْشِ. هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ فِي مُسْنَدِهٖ.

ترجمہ ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جبرائیل علیہ السلام ایک سفید آئینہ لے کر آئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: (یہ) جمعہ (کا دن) ہے اور یہی وہ دن ہے جس میں آپ کے رب (پروردگار) عرش پر مستوی ہوئے''۔

فوائد : اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بروز جمعۃ المبارک عرش معلی پر مستوی ہوئے۔

یہ حدیث غریب ہے اسے امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اس سند میں دو راوی ضعیف ہیں: ① موسیٰ ② ابراہیم بن ابی یحییٰ۔

☆ اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں: میں نے بشر بن عمر سے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے کئی ایک مفسرین سے سنا وہ فرماتے ہیں: اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى میں اِسْتَوٰى بمعنی اِرْتَفَعَ ہے۔ یعنی بلند ہوا' ابوالعالیہ کا بھی یہی قول ہے۔

☆ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں فرماتے ہیں: مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اِسْتَوٰی کا معنی عرش پر بلند ہوئے۔

☆ اسحاق کاذی فرماتے ہیں: میں نے ابوعباس ثعلب سے سنا وہ ''اِسْتَوٰی'' کے بارے میں فرماتے تھے کہ اس سے مراد ہے عرش پر بلند ہوئے۔

☆ محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر (جَامِعُ الْبَیَانِ عَنْ تَاوِیْلِ اٰیِ الْقُرْاٰنِ) میں فرماتے ہیں: ''ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ'' میں استواء سے مراد علو اور ارتفاع ہے۔

☆ ابوسلیمان داؤد بن علی اصبہانی فرماتے ہیں ہم ابن اعرابی کے پاس تھے کہ ایک آدمی ان کے پاس آ کر کہنے لگا: ''اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی'' کا کیا معنی ہے؟ انہوں نے فرمایا: اللہ رحمٰن اپنے عرش پر ہے جیسا کہ اس نے خبر دی ہے۔ تو اس (آدمی نے کہا: اے ابوعبداللہ! اِسْتَوٰی کا معنی اِسْتَوْلٰی ہے یعنی عرش پر قدرت پانا اور قبضہ رکھنا' تو ابن الاعرابی نے کہا: خاموش ہو جاؤ! اِسْتَوْلٰی عَلَی الشَّیْءِ (کسی چیز پر قابض ہونا) صرف اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی مدمقابل ہو' تو جب کوئی ایک (دوسرے پر) غالب و قابض ہو جائے تو اس وقت ''اِسْتَوْلٰی'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ ابن وہب فرماتے ہیں: ہم امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے تو ایک آدمی آ کر کہنے لگا: ''اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی'' میں استواء کی کیفیت بیان کیجیے؟۔

تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خاموش ہو کر نگاہ جھکا لی اور پسینے سے شرابور ہو گئے' پھر اپنا سر اٹھا کر فرمایا: اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اس نے اپنا وصف بیان کیا ہے۔ کیفیت بارے سوال نہیں کیا جائے گا' وہ کیفیت سے ماوراء اور پاک ہے' تو بدعتی ہے (اور ساتھیوں کو حکم دیا کہ) اسے نکال باہر کرو۔

☆ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استادِ محترم امام ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن فروخ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے نیز ام سلمہ اور وہب بن منبہ سے بھی (اسی طرح) مروی ہے۔

☆ علی بن حسن بن شقیق کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ہم اپنے رب کو کیسے پہچانیں؟ تو انہوں نے فرمایا: (وہ) ساتویں آسمان پر اپنے عرش پر ہے، جہمیہ کی طرح نہیں کہا جائے گا کہ وہ یہاں زمین پر ہے۔

(پھر) یہ بات امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا: میرے نزدیک بھی اسی طرح ہے۔

☆ امام عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں۔ جہمیہ کا ارادہ تھا کہ وہ اس بات کی نفی و انکار کردیں کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوئے اور اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے، میرا خیال ہے کہ ان سے توبہ کرائی جائے، اگر توبہ کرلیں تو بہتر ورنہ ان کی گردنیں اڑادی جائیں۔

☆ اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جہم (بن صفوان) کی بیوی آئی، تو ایک آدمی نے اس (عورت) کے پاس کہا: اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر (مستوی) ہیں۔ وہ کہنے لگی: (پھر تو اللہ) محدود ہوا اور محدود (عرش) پر ہوا۔ (یہ بات سن کر) امام اصمعی فرمانے لگے: اس مقولے (بات) کی وجہ سے یہ عورت کافرہ ہوگئی ہے۔

☆ امام اوزاعی فرماتے ہیں: ابھی تابعین کی کثیر تعداد (زندہ تھی) ہم اس عقیدے کا اظہار کیا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر (مستوی) ہیں ہم اللہ تعالیٰ کی ہر اس صفت پر ایمان رکھتے ہیں۔ جو سنت مطہرہ میں وارد ہوئی ہے۔

☆ امام بصرہ سعید بن عامر ضبعی فرماتے ہیں: تمام مذاہب عالم اس بات پر مسلمانوں سے متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر (مستوی) ہے۔ لیکن جہمیہ کا کہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز پر (مستوی) نہیں ہے۔

☆ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عقیدے اور اپنی وصیت میں فرمایا ہے: وہ بات جو سنت سے ثابت ہے میرا عقیدہ وہی ہے اور میں نے اہلحدیث کو بھی اسی عقیدہ پر دیکھا ہے کہ اللہ آسمان پر اپنے عرش پر (مستوی) ہے، وہ اپنی مخلوق سے جس

طرح چاہتا ہے قریب ہوتا ہے' اور آسمان دنیا پر جس طرح چاہتا ہے نزول فرماتا ہے۔

☆ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقیدہ میں ذکر فرماتے ہیں (ہمارا اس بات پر) ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا عرش پر مستوی ہے' اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

☆ امام عثمان بن سعید دارمی فرماتے ہیں تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر (مستوی) ہے۔

☆ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کے عرش پر (مستوی) ہونے کا عقیدہ سیدنا جبیر بن مطعم' عباس بن عبدالمطلب' ابو ہریرہ' سعد بن ابی وقاص' جابر بن عبداللہ' انس بن مالک' ابن عباس' قتادہ بن نعمان' عبادہ بن صامت' ابن مسعود اور جابر بن سلیم رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے نیز یہ عقیدہ کئی ایک صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے مروی ہے سابقہ کتب سماویہ میں بھی اسی طرح ہے جیسا کہ کعب احبار رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے؟ انہوں نے فرمایا: توراۃ میں ہے (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) میں اللہ اپنے عرش پر اپنے بندوں کے اوپر ہوں' اپنے بندوں کے معاملات کا منتظم و مدبر ہوں''۔

اللہ تعالیٰ کے آسمان پر بلند ہونے کا بیان

﴿ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ ﴾

''یعنی تمام تر پاکیزہ کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں''

حدیث : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَ مَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَ يَرْجِعُوْنَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَ هُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ، فَيَقُوْلُ:

كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟. فَيَقُوْلُوْنَ : أَتَيْنَاهُمْ وَ هُمْ يُصَلُّوْنَ، وَ تَرَكْنَاهُمْ وَ هُمْ يُصَلُّوْنَ)). مُتَّفَقٌ عَلٰی صِحَّتِهٖ.

ترجمہ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں دن' رات کے فرشتے باری باری آتے رہتے ہیں جو نماز عصر اور نماز فجر کے وقت واپس لوٹتے ہیں' پھر وہ فرشتے جو تمہارے پاس رہے تھے وہ (آسمان) پر چڑھ جاتے ہیں' تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں۔ حالانکہ وہ خود انہیں خوب جانتا ہے۔ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں: جب ہم ان کے پاس گئے تھے اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم نے انہیں چھوڑا تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے''۔

فوائد: اس حدیث سے چند ایک مسائل ثابت ہوتے ہیں۔

❶ دن رات میں بنی آدم کے اعمال لکھنے والے فرشتے نماز فجر اور نماز عصر کے وقت آتے جاتے ہیں۔

❷ اللہ تعالیٰ نمازیوں کے لئے فرشتے سے گواہی لیتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اس کی طرف فرشتے اور روح جبریل علیہ السلام چڑھتے ہیں عروج اور صعود' دونوں کا ایک ہی معنی ہے (چڑھنا) اور نبی کریم ﷺ کا اپنے رب تعالیٰ کے ہاں معراج بھی اسی مصدر ''عروج'' سے مشتق ہے اسی طرح ملک الموت کا اپنے رب کے ہاں عروج (چڑھنا) جب موسیٰ علیہ السلام نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تھی' اور روحِ مومن کا اس آسمان کی طرف عروج (چڑھنا) جس پر اللہ تعالیٰ ہیں''۔

حدیث: وَ إِخْبَارُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهٗ لَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا طَيِّبٌ.

ترجمہ: نیز آپ ﷺ نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف طیب کلام و اعمال کا صعود (چڑھنا) ہوتا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پاکیزہ مال واشیاء پہنچتی ہیں اور خبیث وردی اعمال واشیاء عامل کے منہ پر دے ماری جاتی ہیں۔

حدیث: وَ إِخْبَارُهُ عَنْ رَبِّهِ أَنَّهُ يَقُوْلُ : ((أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَآءِ عَنِ الشِّرْكِ ، لَا يَصْعَدُ إِلَيَّ مِنَ الرِّيَآءِ شَيْءٌ)). وَ كُلُّهَا إِخْبَارٌ صِحَاحٌ.

ترجمہ: علاوہ ازیں آپ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے: رب تعالیٰ فرماتے ہیں: میں سب سے زیادہ شرک سے بیزار ہوں' ریاکاری کا ذرہ بھر بھی میری طرف نہیں چڑھتا۔ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ تمام احادیث صحیح ہیں۔

فوائد: اس حدیث سے یہ باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

1. اللہ تعالیٰ شرک سے بیزار ہیں۔
2. ریاکاری اللہ تعالیٰ کے دربار میں ناقابل قبول ہے۔

☆ امام مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے کسی آسمانی کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابن ادم! میری طرف سے تجھ پر خیر نازل ہوتی ہے اور تیرے پاس سے میری طرف شر چڑھتی ہے اور ہمیشہ سے ایک معزز فرشتہ میری طرف تیرے برے اعمال لے کر چڑھ رہا ہے۔ اس بابت بہت سی احادیث وآثار موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ ءَ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ ﴾

''یعنی کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ ذات جو آسمان میں ہے تمہیں زمین میں دھنسا دے''

نیز ابن محیصن کی قرأت کے مطابق:

﴿ وَ فِي السَّمَآءِ رَازِقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴾

یعنی ''تمہارا روزی رساں اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے سب آسمان میں ہے''۔

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ ﴾

یعنی ''(اے عیسیٰ علیہ السلام) میں (اللہ) تجھے پورا لینے والا ہوں اور تجھے اپنی جانب اٹھانے والا ہوں''۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

﴿ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ ﴾

یعنی ''بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا''۔

حدیث : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ : ((**إِنَّ الْمَيِّتَ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ ، فَإِذَا (كَانَ) الرَّجُلُ الصَّالِحُ قَالَ: اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ. ثُمَّ يَعْرُجُ بِهَا إِلَى السَّمَآءِ، فَيُسْتَفْتَحُ لَهَا فَيُقَالُ: مَنْ هٰذِهِ؟ فَيُقَالُ: مُؤْمِنٌ كَانَ' فَيَقُولُوْنَ: مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ ، اُدْخُلِي حَمِيْدَةً، وَ أَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَّ رَيْحَانٍ وَّ رَبٍّ غَيْرِ غَضْبَان. فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى يَنْتَهِيَ بِهَا إِلَى السَّمَآءِ الَّتِي فِيْهَا اللّٰهُ تَعَالٰى**)). هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ (خ) (م) وَ لَمْ يُخْرِجَاهُ.

ترجمہ ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قریب المرگ شخص کے پاس فرشتے آتے ہیں اگر تو نیک آدمی ہو تو فرشتہ کہتا ہے: اے پاکیزہ جسم میں رہنے والی پاکیزہ روح (باہر) نکل پھر (روح قبض کر کے) فرشتہ اسے آسمان کی طرف لے کر چڑھتا ہے۔ تو اس (روح) کے لیے (آسمان کے دروازے پر) دستک دیتا ہے' تو سوال ہوتا ہے: یہ کون (سی روح) آئی ہے؟ جواب ملتا ہے۔ یہ مومن (روح) تھی' تو بہت سے فرشتے کہتے ہیں: پاکیزہ روح کو خوش آمدید! مدح و تعریف (کے ترانے سنتے ہوئے) جنت میں داخل ہو جایئے' اور تمہیں راحت اور (جنتی) غذاؤں اور غصے نہ ہونے والے رب کی مبارک ہو۔ تو مسلسل اسے یہی مبارکباد

ملتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس آسمان تک جا پہنچتی ہے جس پر اللہ تعالیٰ (موجود) ہیں''۔

فوائد: ❶ قریب المرگ پر میت کا لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

❷ روح قبض کرنے کے لیے ملک الموت کے ساتھ کئی فرشتوں کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔

❸ نیک آدمی کی روح آرام وسکون سے قبض کرتے ہیں۔

❹ روح قبض کرنے کے وقت مومن کو بشارتیں اور مبارکیں ملتی ہیں۔

❺ صالح کی روح کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

❻ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کی جاتی ہے۔

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شروط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔

☆ واضح رہے کہ یہ بات مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر (مستوی) ہیں' اس بارے کلام گزر چکا ہے اور یہ بات بھی مذکور ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے اور ''فی'' بہت دفعہ ''علیٰ'' کے معنی میں استعمال ہو جاتا ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ﴾ یعنی عَلَى الْأَرْضِ نیز

﴿فَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ﴾ یعنی عَلَى جُذُوعِ النَّخْلِ

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿ءَأَمِنْتُم مَّن فِي السَّمَاءِ﴾ دراصل مَنْ عَلَى السَّمَاءِ ہے۔

اور ہر وہ چیز جو بلند ہو وہ ''سماء'' کہلاتی ہے۔ تو یہاں سماء سے مراد عرش ہے کیونکہ عرش آسمانوں پر ہی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا آسمان پر ہونا رسول اللہ ﷺ سے (صاف) الفاظ میں متواتر

طور پر منقول ہے۔ چند ایک درج ذیل ہیں:

حدیث : قَوْلُهُ لِلْجَارِيَةِ : ((أَيْنَ اللّٰهُ؟)) . قَالَتْ : فِي السَّمَآءِ. قَالَ : ((اَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ)).

ترجمہ: آپ کا لونڈی سے یہ فرمانا: اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس (لونڈی) نے جواب دیا: آسمان پر۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے آزاد کر دو یہ ایماندار ہے۔ اس حدیث کو سیدنا ابوہریرہ، معاویہ بن حکم، محمد بن شرید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔

فوائد : اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

1. اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے۔
2. یہ عقیدہ ایمان کی دلیل ہے۔
3. غلام آزاد کرتے وقت ایمان دار کو ترجیح دینی چاہیے۔

حدیث : وَ مِنْ ذٰلِكَ قَوْلُهُ : ((أَلا تَـأْمَنُونِّى ، وَ أَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَآءِ)) . رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنِ الْخُدَرِيِّ.

ترجمہ: اسی مفہوم میں نبی کریم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہے: کیا تم مجھے امانتدار نہیں سمجھتے؟ حالانکہ میں اس ذات کا امین ہوں جو آسمان پر ہے۔ اسے امام مسلم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

فوائد : اس حدیث سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

1. آپ امین تھے آپ کے متعلق خیانت کا تصور کرنا بھی ایمان سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے۔
2. خائن آدمی کو اللہ تعالیٰ کبھی منصب نبوت پر فائز نہیں کرتا۔

حدیث : وَ قَوْلُهُ : ((مَا مِنْ رَّجُلٍ يَّدْعُو امْرَأَتَهُ إِلٰى فِرَاشِهَا فَتَأْبٰى عَلَيْهِ ، إِلَّا كَانَ الَّذِىْ فِي السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتّٰى يَرْضٰى عَلَيْهَا)) . رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ.

ترجمہ : آپ کا ارشاد ہے: جو شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ (عورت) خاوند کے پاس جانے سے انکار کر دے' تو وہ ذات جو آسمان پر ہے اس عورت پر اس وقت تک ناراض رہتی ہے جب تک خاوند اپنی بیوی پر راضی نہ ہو جائے۔ اسے امام مسلم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

فوائد : اس حدیث سے چند ایک مسائل ثابت ہوتے ہیں:

1. خاوند کے حقوق زوجیت ادا کرنا عورت پر فرض ہے۔
2. انکار کی صورت میں اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔
3. شوہر کی ناراضی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے۔
4. شوہر کی رضامندی میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے۔

حدیث : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا أُلْقِيَ إِبْرَاهِيمُ فِي النَّارِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنَّکَ وَاحِدٌ فِي السَّمَآءِ، وَ أَنَا وَاحِدٌ فِي الْأَرْضِ أَعْبُدُکَ)). إِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ترجمہ "سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا' تو انہوں نے کہا: اے اللہ! تو آسمان پر اکیلا ہے' اور میں روئے زمین پر تیرا اکیلا عبادت گزار ہوں۔ اس کی سند حسن ہے"۔

فوائد : اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

1. سخت سے سخت آزمائش میں بھی اپنے دامن کو توحید سے خالی نہیں ہونے دینا چاہیے۔
2. مشرک شرک کے اظہار سے باز نہیں آتا تو موحد کو بھی توحید کے اظہار سے باز نہیں آنا چاہیے۔
3. توحید پر جان قربان کرنا انبیاء کا شیوہ ہے۔

حدیث : عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ ﷺ: ((مَنِ اشْتَکَی مِنْکُمْ فَلْيَقُلْ : رَبُّنَا اللّٰهُ

الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ...)). أَخْرَجَهُ أَبُوْدَاوُدَ.

ترجمہ: ''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تم میں سے بیمار پڑ جائے' اسے چاہیے کہ یہ دعائیہ کلمات کہے:

رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ

''اے ہمارے رب! اللہ جو کہ آسمان پر ہے''۔

اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

1. اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے۔
2. بیماری ولاچارگی میں اللہ تعالیٰ کو اس کی توحید کا واسطہ دینا چاہیے۔

حدیث: وَ قَوْلُهُ لِلْحُصَيْنِ: ((يَا حُصَيْنُ) كَمْ تَعْبُدُ إِلٰهًا؟)). قَالَ: سِتَّةً فِی الْأَرْضِ، وَ وَاحِدًا فِی السَّمَآءِ. قَالَ: ((فَأَيُّهُمْ تُعِدُّ لِرَغْبَتِکَ وَ رَهْبَتِکَ؟)). قَالَ: الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ. أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِیُّ وَ حَسَّنَهُ.

ترجمہ: آپ ﷺ نے حصین (ابن عبید خزاعی) سے فرمایا: اے حصین! تو کتنے معبودوں کو پوجتا ہے؟ اس نے کہا: زمین پر چھے (معبودوں کو) اور آسمان پر ایک معبود۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے تو کس کو اپنی خوشی غمی میں شمار کرتا ہے؟ تو انہوں نے کہا اس معبود کو جو آسمان پر ہے۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور اسے حسن قرار دیا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے درج ذیل مسائل ثابت ہوتے ہیں:

1. عہد رسالت مآب کے مشرکین اللہ تعالیٰ کو بھی معبود مانتے تھے۔
2. آج کے مشرکین کے برعکس خوشی غمی میں صرف معبود حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات کو پکارتے اور پوجتے تھے۔

حدیث: وَ قَوْلُهُ لِلْحُصَيْنِ: ((إِرْحَمْ مَنْ فِی الْأَرْضِ يَرْحَمْکَ مَنْ فِی

السَّمَآءِ)) . صَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو .

ترجمہ: آپ ﷺ نے حصین بن عبید خزاعی سے فرمایا: اہل زمین پر رحم کرو اللہ تعالیٰ جو آسمان پر ہے وہ تم پر رحم کرے گا۔ امام ترمذی نے اسے ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوا:

❶ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے۔

❷ مخلوق پر رحم کرنے سے اللہ پاک مہربان ہو جاتے ہیں۔

❸ نیکی کا بدلہ نیکی ہے۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہربان ہو گا عرش بریں پر

☆ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے، جو کوئی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو بالیقین آپ وفات پا چکے ہیں اور جو کوئی اس ہستی کی عبادت کرتا تھا جو آسمان پر ہے تو وہ بلا شک و شبہ زندہ ہے اسے موت نہیں۔ اسے امام دارمی نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

حدیث : وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : ((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فَاخْتَارَ الْعُلْيَا فَسَكَنَهَا ، وَأَسْكَنَ سَمٰوَاتِهِ مَنْ شَآءَ مِنْ خَلْقِهِ)) .

ترجمہ: آپ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے سات آسمان پیدا فرمائے تو خود سب سے بلند کو اپنے لیے اختیار فرمایا اور اس پر براجمان ہوئے اور (باقی) آسمانوں پر اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہا سکونت عطا فرمائی۔

اس روایت کو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بواسطہ عمرو بن دینار بیان کرنے میں محمد بن ذکوان اکیلے ہیں، لیکن محمد بن ذکوان سے کئی ایک اہل علم نے اس کو بیان کیا ہے۔ یہ (دیگر) انبیاء اور سابقہ امتوں کا موقف ہے۔

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

❶ اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کا خالق ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان پر ہے۔

❸ دیگر آسمانوں پر مخلوق (فرشتے) آباد ہیں۔

☆ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: یونس علیہ السلام نے کنکریوں اور مچھلیوں کی تسبیحات سنیں تو وہ بھی تسبیحات بیان کرنے لگے: اے میرے مولا! آسمان پر تیرا ٹھکانہ ہے اور زمین پر تیری قدرت ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔

☆ قتادہ رضی اللہ عنہ سے صحیح ثابت ہے وہ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل نے کہا: اے (ہمارے) رب! تو آسمان پر ہے اور ہم زمین پر ہیں' ہم تیری رضامندی اور ناراضی کس طرح معلوم کر سکتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میں تم سے راضی ہوں گا تو تم پر بہترین حکمران مقرر کروں گا' اور جب تم سے ناراض ہوں گا تو تم پر بدترین حکمران مقرر کر دوں گا۔

☆ ثابت بنانی سے صحیح سند سے مروی ہے فرماتے ہیں: سیدنا داؤد علیہ السلام لمبی نماز پڑھتے تھے' پھر رکوع کرتے' پھر آسمان کی طرف اپنا سر مبارک اٹھاتے' پھر کہتے: اے آسمان پر ٹھہرنے والے! میں نے اپنا سر تیری طرف اس طرح اٹھایا ہے جس طرح غلام اپنے آقاؤں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں۔

☆ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو اللہ تعالیٰ کے آسمان پر ہونے کا انکار کرتا ہے وہ یقینی کافر ہے۔

☆ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بذاتِ خود آسمان پر ہے مگر اس کا علم ہر جگہ پر ہے۔

☆ حماد بن زید' جہمیہ کے بارے میں فرماتے ہیں: وہ اس بات کے ارد گرد گھوم رہے ہیں کہ آسمان پر کوئی معبود و الٰہ نہیں۔

☆ جریر بن عبدالحمید فرماتے ہیں: جہمیہ کے قول کا ابتدائی حصہ شہد (کی طرح میٹھا)

ہے اور آخری حصہ زہر ہے۔ وہ تو حیلے بہانے سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آسمان پر کوئی معبود نہیں۔

☆ ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! مجھے تو اللہ تعالیٰ سے خوف آنے لگا ہے کیونکہ میں اکثر جہمیہ کے خلاف اس سے بد دعا کرتا رہتا ہوں۔ تو ابن مبارک فرمانے لگے: ڈرنے کی کوئی بات نہیں: کیونکہ جہمیہ کا عقیدہ ہے کہ تیرا وہ معبود جو آسمان پر ہے وہ کچھ بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی معیت کا بیان

﴿ وَهُوَ مَعَكُمْ ﴾

یعنی "وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے"

﴿ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ ﴾

یعنی "تین آدمیوں کی سرگوشی کے وقت چوتھا اللہ تعالیٰ ہوتا ہے"۔

حدیث : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَبَا بَكْرِ نِالصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ قَالَ : نَظَرْتُ إِلٰى أَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ وَ نَحْنُ فِي الْغَارِ، وَ هُمْ عَلٰى رُؤُوْسِنَا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : ((مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا)). أَخْرَجَهُ (م) عَنْ عَبْدِ بْنِ حُمَيْدٍ.

ترجمہ "سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے مشرکین کے قدموں کی طرف دیکھا جب کہ ہم غار (ثور) میں تھے اور وہ ہمارے سروں پر (آ پہنچے) تھے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ کا ان دو اشخاص بارے کیا خیال وگمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو؟"۔ اسے امام مسلم نے عبد بن حمید سے روایت کیا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

❶ مومن کو اللہ تعالیٰ پر توکل واعتماد رکھنا چاہیے۔

❷ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کے ساتھ ہے۔

❸ جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔

☆ مفسرین کا کہنا ہے۔جن میں امام ضحاک بھی شامل ہیں:

﴿ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ ﴾

سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بذاتہ تو عرش پر ہیں مگر اس کا علم ان کے ساتھ ہے۔

☆ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ (اللہ تعالیٰ) خود تو آسمان پر ہے مگر اس کا علم ہر جگہ ہے۔

☆ سفیان ثوری اللہ تعالیٰ کے فرمان "وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ" کے بارے میں فرماتے ہیں: اس سے اللہ تعالیٰ کا علم مراد ہے۔

☆ مقاتل بن حیان اللہ تعالیٰ کے قول: مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ. کے بارے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہے مگر اس کا علم ان کے ساتھ ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کے قرب سے مراد بھی اس کا علم ہے اور وہ خود عرش پر ہے۔

☆ امام بخاری کے استادِ محترم نعیم بن حماد اللہ تعالیٰ کے فرمان "وَهُوَ مَعَكُمْ" بارے فرماتے ہیں۔اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

☆ امام احمد رحمہ اللہ سے ایک شخص کے بارے پوچھا گیا۔ جو کہتا ہے: اللہ تعالیٰ بذات خود ہمارے ساتھ ہے اور دلیل کے طور پر یہ آیت پیش کرتا ہے:

﴿ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ ﴾

تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: بلاشبہ یہ شخص جہمیہ کا ہم عقیدہ ہے۔ وہ آیت کا آخری حصہ تو بطور دلیل لیتے ہیں مگر پہلا حصہ چھوڑ رہے ہیں۔تم نے اس کے سامنے یہ نہیں پڑھا: "أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ" یعنی کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ (آسمان و زمین کی ہر چیز کو) جانتا ہے۔تو (اس کا) علم ان کے ساتھ ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے سورۃ ق والقرآن المجید میں فرمایا ہے:

﴿ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ وَ نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴾

یعنی ''انسان کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ہم ان سے بھی واقف ہیں اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں''۔

تو یہاں اس سے مراد ہے کہ اس کا علم ان کے ساتھ ہے۔

☆ حنبل کا کہنا ہے: امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: ''وَهُوَ مَعَكُمْ'' کا کیا معنی ہے؟ تو وہ فرمانے لگے: اس کا علم ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور وہ خود بلا کیف وحد عرش پر ہے۔

☆ (اسماعیل بن یحییٰ) مزنی فرماتے ہیں وہ عرش پر بلند ہے اور اپنے علم کے لحاظ سے اپنی مخلوق سے قریب ہے۔

☆ امام ابوعمر بن عبدالبر اپنی شرح مؤطا میں فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے وہ علماء جن سے تفسیر منقول ہے ان کا (اس بات پر) اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ'' سے مراد یہ ہے کہ وہ خود تو عرش پر ہے مگر اس کا علم ہر جگہ ہے۔

☆ محمد بن جریر طبری نے اپنی تفسیر، بغوی اور ثعلبی نے اپنی اپنی تفاسیر میں اسی طرح فرمایا ہے نیز ابوبکر نقاش نے اپنی تفسیر میں انہی کی تفاسیر کو قلمبند کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے آسمانِ دنیا پر نزول فرمانے کا بیان

((يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ))

یعنی ''ہمارے رب کریم ہر رات (آسمانِ دنیا پر) نزول فرماتے ہیں''

حدیث : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ لِنِصْفِ اللَّيْلِ، أَوْ ثُلُثِ اللَّيْلِ الْآخِرِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ : مَنْ ذَا

الَّذِي يَدْعُونِي أَسْتَجِبْ؟ حَتَّى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ، أَوْ يَنْصَرِفُ الْقَارِئُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ)). هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَغَيْرِهِ.

ترجمہ ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ آدھی رات یا آخری تہائی رات میں آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور کہتے ہیں' کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے؟ میں اس کی دعا قبول کروں۔ یہ آواز فجر ہونے یا نمازی کے نماز سے فارغ ہونے تک جاری رہتی ہے''۔ یہ حدیث حسن ہے اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایت سے بخاری ومسلم میں مروی ہے۔

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ:

1. اللہ تعالیٰ رات کے وقت آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں۔
2. اللہ تعالیٰ متکلم ہے۔
3. اللہ تعالیٰ ہی دعائیں قبول کرتا ہے۔
4. قبولیت دعا کا وقت نصف رات سے فجر تک رہتا ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی ہے جس میں میں نے بیس سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہت زیادہ اسانید کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے نزول بارے مروی روایات ذکر کی ہیں۔ ان میں سے ایک صحیح مسلم شریف کی ایک روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: '' فَيَنْزِلُ فَيَقُولُ لَا أَسْأَلُ عَنْ عِبَادِي غَيْرِي'' یعنی اللہ تعالیٰ نزول فرماتے ہیں اور کہتے ہیں' میں اپنے بندوں کے بارے اپنے علاوہ کسی اور سے سوال نہیں کرتا۔

☆ اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے بیان کیا ہے اور فرمایا ہے جس کو تم دیکھو کہ اس کا منکر ہے اسے صحیح العقیدہ خیال نہ کرو۔

☆ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام محمد بن حسن ان احادیث بارے فرماتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے آسمانِ دنیا کی طرف نزول وغیرہ کا ذکر ہے: ان احادیث کو ثقہ

راویوں نے بیان کیا ہے تو ہم بھی ان احادیث کو روایت کرتے اور ان پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اس کی تفسیر و تفصیل بیان نہیں کرتے۔

☆ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقیدے میں بیان کرتے ہیں: وہ سنت جس پر میں کاربند ہوں اور جس پر میں نے اہلحدیث کو دیکھا ہے" وہ اس بات کی گواہی کا اقرار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں...... اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر جیسے چاہتا ہے نزول فرماتا ہے"

☆ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: جب کوئی جہمی (جہمیہ کا ہم عقیدہ) تجھے پوچھے کہ (اللہ تعالیٰ) کس طرح نزول فرماتا ہے؟ تو تو اسے پوچھ کہ اللہ تعالیٰ کیسے (عرش پر) چڑھے ہیں؟۔

☆ اسحٰق بن راہویہ فرماتے ہیں:

میں اور بدعتی ابراہیم بن ابی صالح' امیر عبداللہ بن طاہر کی مجلس میں اکٹھے ہوئے' تو امیر نے مجھے (اللہ تعالیٰ کے) نزول فرمانے کی احادیث بارے پوچھا تو میں نے احادیث بیان کر دیں (ابراہیم) ابن ابی صالح کہنے لگا: میں تو اس رب کا منکر و کافر ہوں جو ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر نزول فرماتا ہے۔ تو میں نے کہا: میں تو اس رب پر ایمان رکھتا ہوں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اسے امام حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

☆ ابوعیسیٰ ترمذی اپنی اس جامع ترمذی میں جو اسلام کی پانچ کتابوں میں سے ایک ہے۔ فرماتے ہیں:

کئی ایک اہل علم کا اللہ تعالیٰ کے آسمان دنیا پر نزول فرمانے کے بارے یہی قول ہے اس بارے احادیث و روایات ثابت ہیں' ہم اس عقیدہ پر ایمان رکھتے ہیں' کوئی وہم و شک نہیں اور نہ ہی کیفیت بارے کچھ کہا جائے گا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ' ابن عیینہ' ابن مبارک وغیرہ سے اسی طرح مروی ہے وہ بلا کیفیت ان احادیث کو بیان

کرتے ہیں۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے اہل علم کا یہی قول ہے۔لیکن جہمیہ ان احادیث و روایات کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ تو تشبیہ دینا ہوا' انہوں نے اس کی تفسیر اہل علم کی تفسیر کے برخلاف کی ہے۔

ان کا کہنا ہے: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں فرمایا' بلکہ یہاں اس کا معنی نعمت ہے۔ یہ تمام کلام امام ترمذی رحمہ اللہ کا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مبارک ہاتھوں کا بیان

﴿ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ﴾

یعنی" تجھے اسے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا"

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: "بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ" یعنی" بلکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں"۔

ارشاد رب قدوس ہے:"يَدُاللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ""ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے"۔

حدیث: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : ((إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ ، وَ كِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ، اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ أَهْلِهِمْ ، وَ حُكْمِهِمْ ، وَ مَا وَلُوْا)). أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ.

ترجمہ: "سیدنا عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصاف کرنے والے (قیامت کے دن) اللہ رحمٰن کے دائیں طرف نور کے منبروں پر ہوں گے' اور اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ ہی دائیں ہیں یعنی وہ لوگ جو اپنے اہل وعیال' فیصلہ اور رعایا میں عدل وانصاف کرتے ہیں"۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا۔

فوائد: اس حدیث سے درج ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں:

1. انصاف کرنے والوں کو قیامت کے دن نور کے منبر ملیں گے۔

❷ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہاتھ مبارک ہیں۔

❸ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔

❹ اہل وعیال اور رعایا میں یکساں انصاف کے تقاضے پورے کرنے چاہییں۔

اس بارے بہت زیادہ احادیث ہیں جن میں تاویل کا کوئی احتمال نہیں مثلاً:

حدیث : قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ : ((**يَطْوِي اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ ، ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى**)). أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ.

ترجمہ: آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (ساتوں) آسمانوں کو لپیٹ لے گا' پھر انہیں اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑے گا۔

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

❶ ایک اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ مبارک ہے۔

❷ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و طاقت سے ساتوں آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ پر لپیٹ لے گا۔

حدیث : وَ قَوْلُهُ : ((**إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا تَصَدَّقَ مِنْ طَيِّبٍ ، أَخَذَهَا اللّٰهُ بِيَمِيْنِهِ ، فَتَرْبُوْ حَتّٰى تَكُوْنَ فِي يَدِاللّٰهِ مِثْلَ أُحُدٍ**)).

ترجمہ: نیز آپ نے فرمایا: آدمی جب حلال مال سے صدقہ کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ لیتا ہے' پھر وہ صدقہ بڑھنے لگتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں احد پہاڑ جتنا ہو جاتا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے درج ذیل مسائل ثابت ہوتے ہیں:

❶ حلال و پاکیزہ مال صدقہ کرنا چاہیے۔

❷ حرام مال اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں۔

❸ حلال مال کو اللہ تعالیٰ اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں۔

❹ اللہ تعالیٰ صدقہ میں برکت کر کے اسے احد پہاڑ جتنا بڑھا کر دیتا ہے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقَاتِ.

''اللہ تعالیٰ سود کو تباہ اور صدقات کی نشو ونما کرتا ہے۔''

حدیث : وَ قَوْلُهُ : ((يَمِيْنُ اللّٰهِ مَلْاٰى ، سَحَآءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ، وَ فِي يَدِهِ الْأُخْرٰى الْمِيْزَانُ ، يَرْفَعُ وَ يَخْفِضُ)).

ترجمہ: آپ کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرپور ہے' دن رات سخاوت کر رہا ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں میزان ہے (جس کو) وہ اونچا نیچا کرتا رہتا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

1. اللہ تعالیٰ کا ایک دایاں ہاتھ برائے سخاوت ہے۔
2. اللہ تعالیٰ کے دوسرے ہاتھ میں میزان ہے۔
3. میزان کے پلڑے کو ثقیل وخفیف کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

حدیث : وَ قَوْلُهُ : ((يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ بِشِمَالِهِ وَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ بِيَمِيْنِهِ ، ثُمَّ يَقُوْلُ : أَنَا الْمَلِكُ)).

ترجمہ: آپ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ زمین کو اپنے بائیں[1] ہاتھ میں پکڑے گا۔ اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں ہوگا پھر وہ (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا۔ میں (ہی) بادشاہ ہوں۔

فوائد: اس حدیث سے درج ذیل مسائل ثابت ہوتے ہیں:

1. اللہ تعالیٰ آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ لیں گے۔
2. زمین کو دوسرے ہاتھ میں پکڑیں گے۔
3. اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی بادشاہت کا اعلان فرمائیں گے۔

حدیث : وَ قَوْلُهُ : ((اَلصَّدَقَةُ تَقَعُ فِي يَدِاللّٰهِ قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِي يَدِالْمُصَدَّقِ عَلَيْهِ)). وَ كُلُّهَا فِي الصَّحِيْحِ.

---

[1] یہ الفاظ اس صحیح حدیث کے مخالف ہیں جس میں یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ مبارک دائیں ہیں۔

ترجمہ: آپ کا فرمان ہے: صدقہ، سائل کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں جا پہنچتا ہے۔ یہ سب احادیث صحیح مسلم میں ہیں۔

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ:

❶ اللہ تعالیٰ تعالیٰ ہاتھ مبارک رکھتا ہے۔

❷ صدقہ سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت حاصل کر لیتا ہے۔

☆ علاوہ ازیں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند سے مروی ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے اس کی اولاد نکالی جیسے چھوٹی چیونٹیاں ہوتی ہیں پھر ان کا نام لیا' پھر دو مٹھیاں بھریں' تو دائیں ہاتھ والوں سے کہا' جنت میں داخل ہو جاؤ' اور مجھے کوئی پرواہ نہیں' اور دوسرے ہاتھ والوں سے کہا: آگ میں داخل ہو جاؤ اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

☆ سیدنا عبداللہ بن سلام سے صحیح ثابت ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت کو دونوں ہاتھوں سے چھوا' سو اس کی اولاد میں سے جو پیدا کرنا چاہتا تھا انہیں اپنے دونوں ہاتھوں میں نکالا' پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو بند کر لیا۔ تو فرمایا: اے آدم! (ان دونوں میں سے کسی ایک کو) پسند کر' تو آدم علیہ السلام نے عرض کیا؟ اے میرے رب! میں نے تیرا دایاں ہاتھ پسند کیا اور تیرے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ دایاں ہاتھ کھولا تو اس میں آدم علیہ السلام کی جنتی اولاد تھی۔

☆ اور وہ حدیث جو سلمان فارسی سے صحیح سند سے مروی ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی مٹی کو چالیس رات تک خمیر دیا' پھر اسے اپنے ہاتھ سے جمع کیا' سو اپنے دائیں ہاتھ سے نیک اولاد کو نکالا اور اپنے بائیں ہاتھ سے بد اولاد کو نکالا۔

حدیث: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَخَذَ اللّٰهُ أَهْلَ الْيَمِيْنِ بِيَمِيْنِهِ ، وَ أَهْلَ الشَّمَآئِلِ فِي الْأُخْرٰى ، وَ كِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ)). رَوَاهُ

حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ.

ترجمہ ''سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جن کو قیامت کے دن اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں ملنا ہے۔ انہیں اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا' اور بائیں ہاتھ میں اعمالنامہ پکڑنے والوں کو دوسرے ہاتھ میں پکڑا' اور اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں''۔

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

❶ اہل جنت کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

❷ اہل جہنم کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

❸ اہل جنت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک دائیں ہاتھ میں پکڑا۔

❹ اہل جہنم کو دوسرے ہاتھ میں پکڑا۔

❺ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔

☆ عبدالرحمٰن بن سابط سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے اپنی مٹھی میں پکڑا' تو جو اس کے دائیں ہاتھ میں تھے انہیں کہا کہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ' اور جو دوسرے ہاتھ میں تھے انہیں فرمایا: آگ میں داخل ہو جاؤ اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: خَلَقَ اللّٰهُ بِيَدِهِ أَرْبَعَةَ أَشْيَآءَ: آدَمَ، وَالْقَلَمَ وَ الْعَرْشَ، وَ جَنَّاتِ عَدْنٍ، وَ قَالَ لِسَائِرِ الْخَلْقِ: كُنْ، فَكَانَ.

ترجمہ ''ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ مبارک سے (صرف) چار چیزیں پیدا کی ہیں: ❶ آدم علیہ السلام' ❷ قلم' ❸ عرش' ❹ جنت عدن' اور باقی ساری مخلوق کو ''کن'' کہہ کر بنایا ہے''۔

☆ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے صحیح سند سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم میں سے مقرب' عرش کو اٹھانے

والے' اور معزز لکھنے والے فرشتے ہیں' تو نے بنی آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے اور ان کے لیے دنیا بنائی ہے' تو ہمارے لیے آخرت بنا دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں نے جس (آدم) کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا ہے اس کی اولاد کو اس مخلوق کی طرح قرار دوں جسے میں نے ''کن'' کہہ کر بنایا ہے۔

☆ (یہ) جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع (بھی) مروی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ اللّٰهُ لِآدَمَ وَ يَدَاهُ مَقْبُوضَتَانِ : اِخْتَرْ أَيَّهُمَا شِئْتَ. فَقَالَ اخْتَرْتُ يَمِينَ رَبِّي ... اَلْحَدِيث.

ترجمہ: ''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں ہاتھ کھول کر آدم علیہ السلام سے فرمایا: ان میں سے اپنی مرضی سے (ایک) پسند کر لے۔ تو آدم علیہ السلام نے کہا: میں نے اپنے رب کا دایاں (ہاتھ) پسند کیا......'' الحدیث

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ : سَأَلَ مُوسٰى رَبَّهُ فَقَالَ : يَا رَبِّ أَخْبِرْنِي مَا أَعْلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً ، قَالَ : أُولٰئِكَ الَّذِينَ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي.

ترجمہ: ''سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے مروی ہے فرماتے ہیں: موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا' اے میرے رب! مجھے بتائیے کہ جنت میں سب سے اعلیٰ مقام والا کون ہے؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کی عزت و کرامت (کا پودا) میں نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے''۔

☆ حکیم بن جابر سے صحیح قول منقول ہے فرماتے ہیں: مجھے خبر ملی ہے کہ بے شک تیرے رب نے اپنے ہاتھ مبارک سے صرف تین چیزوں کو چھوا ہے: ❶ جنت (کے درخت) اپنے دونوں ہاتھوں سے لگائے' ❷ آدم علیہ السلام کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا ہے' ❸ توراۃ اپنے ہاتھ سے لکھی ہے۔

☆ مغیث بن سُمَیّ سے بھی اسی طرح صحیح سند سے منقول ہے۔

☆ نافع بن عمر جمحی سے صحیح سند سے ثابت ہے فرماتے ہیں: میں نے ابن ابی ملیکہ

سے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بارے سوال کیا کہ ایک ہے یا دو؟ تو انہوں نے فرمایا بلکہ دو ہیں۔

☆ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر ہم ان احادیث کو تلاش کرنا شروع کر دیں جن میں (اللہ تعالیٰ کے) دو ہاتھوں کا ذکر ہے تو کتاب (بہت) لمبی ہو جائے گی۔

تو اس بارے میں ائمہ کرام کے چند اقوال درج کیے جاتے ہیں:

☆ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مطرف نے (مسجد بصرہ کے منبر کی) لکڑیوں پر (کھڑے ہو کر) ایسا کلام فرمایا جو نہ اس سے پہلے کسی نے کہا ہے اور نہ اس کے بعد اس جیسا کہا جائے گا۔ ''سب تعریفات کے لائق اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جن صفات سے اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے' ان کے علاوہ دیگر صفات کو نہ جاننا بھی اس پر ایمان لانا ہے۔''

☆ امام اوزاعی فرماتے ہیں: امام زہری اور مکحول رحمہ اللہ ان احادیث بارے فرمایا کرتے تھے' جن میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر ہے۔ ان احادیث کو کیفیت بیان کیے بغیر اسی طرح بیان کر دو جس طرح مروی ہیں۔ امام ذہبی فرماتے ہیں یہ دونوں کبار تابعین میں سے ہیں اور یہ ان سے صحیح سند سے ثابت ہے۔

☆ ولید بن مسلم سے صحیح سند سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں نے امام مالک' ثوری' اوزاعی' لیث بن سعد رحمہم اللہ سے ان احادیث بارے پوچھا جن میں (اللہ تعالیٰ کی) صفات کا ذکر ہے تو انہوں نے فرمایا: انہیں اسی طرح بیان کر دو جس طرح مروی ہے۔

☆ امام ذہبی فرماتے ہیں: امام مالک اپنے وقت کے اہل مدینہ کے امام تھے' ثوری کوفہ کے امام ہیں' اوزاعی اہل دمشق کے امام ہیں' لیث اہل مصر کے امام ہیں' اور یہ سب کبار تبع تابعین ہیں۔

☆ ان کے بعد عراق کے فقیہ محمد بن حسن نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے۔

امام لالکائی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ مشرق و مغرب کے فقہاء کا ایمان بالقرآن اور ان احادیث پر جن کو ثقہ راویوں نے رب تعالیٰ کی صفات میں رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے۔ بغیر کسی تفسیر' کیفیت اور تشبیہ بیان کیے' ایمان لانے پر اتفاق ہے چنانچہ جو شخص کسی صفت کی تفسیر بیان کرنے لگ جائے تو وہ شریعت محمدی اور (مسلمانوں کی) جماعت سے خارج ہو گیا' اور جو جہم بن صفوان کا ہم عقیدہ ہے وہ بھی (مسلمانوں کی) جماعت سے خارج ہو گیا' کیونکہ جہم نے اللہ تعالیٰ کو ایسی صفت سے موصوف کیا ہے جو معدوم ہے۔

☆ امام سفیان بن عیینہ' جن کے بارے میں امام شافعی فرماتے ہیں: اگر امام سفیان بن عیینہ' اور امام مالک" نہ ہوتے تو حجاز کا علم جاتا رہتا۔ وہ فرماتے ہیں: ہر وہ صفت جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات بارے بیان فرمائی ہے' صرف اس کی قراءت و تلاوت ہی تفسیر ہے' مثال و کیفیت بیان کیے بغیر۔

☆ افلح بن محمد کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن مبارک سے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! میں اللہ تعالیٰ کی صفت بیان کرنے کو ناپسند کرتا ہوں۔ تو انہوں نے فرمایا: میں سب لوگوں سے زیادہ اس کو ناپسند کرتا ہوں لیکن جب کتاب اللہ میں کوئی بات آتی ہے تو ہم وہ کہیں گے (اسی طرح) احادیث و آثار میں کوئی چیز آئے گی تو ہم اسے اختیار کریں گے۔ بعض ائمہ کرام (ابو اسامہ وغیرہ) کا کہنا ہے۔ عبداللہ بن مبارک ہر فن میں امیر المومنین ہیں۔ ان کے ہدایت یافتہ ہونے پر مسلمانوں کا اجماع و اتفاق ہے۔

☆ یونس بن عبدالاعلیٰ' امام شافعی سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی صفات بارے پوچھا گیا تو انہوں (امام شافعی رحمہ اللہ) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات ہیں جس شخص پر حجت قائم ہو چکی ہے (اسے اس بارے علم ہو چکا ہے) اسے ان کو مسترد کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے' کیونکہ یہ (اسماء وصفات) قرآن

حکیم میں نازل ہوئے ہیں نیز اس بارے رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی صحیح ثابت ہے' حجت قائم و ثابت ہو جانے کے بعد جو اس کی مخالفت کرے وہ کافر ہے' لیکن خبر نہ پہنچنے کی وجہ سے حجت قائم و ثابت ہونے سے پہلے تو وہ جہالت کی وجہ سے معذور ہے کیونکہ اس چیز کا علم' عقل اور غور و فکر سے حاصل نہیں ہوتا۔

☆ ابوبکر حمیدی نے اپنی مسند ''اصول السنۃ'' میں کچھ صفاتِ باری تعالیٰ ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے: وہ صفات جو قرآن و حدیث میں مذکور ہیں' مثلاً ''وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ'' یعنی: اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں' انہی کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں (بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں)

نیز: ''وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهٖ'' یعنی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے' اور اس جیسی دیگر آیات' نہ تو ہم اس میں کوئی اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس کی تفسیر بیان کر سکتے ہیں' جہاں قرآن و سنت رک گئے ہیں ہم بھی وہاں رک جائیں گے' جو اس کے علاوہ عقیدہ رکھے تو اس کا عقیدہ باطل ہے اور وہ جہمی ہے۔ (جہم بن صفوان کا ہم عقیدہ صفاتِ باری تعالیٰ کا منکر ہے) امام ذہبی فرماتے ہیں: یہ حمیدی امام' حافظ اور جلیل القدر ہیں' انہوں نے سفیان ابن عیینہ اور امام شافعی (جیسے لوگوں) سے عقیدہ لیا ہے اور امام بخاری نے صحیح بخاری کے شروع میں ان (حمیدی) سے حدیث روایت کی ہے' یہ 219ھ میں فوت ہوئے۔

☆ امام ابوعبید قاسم بن سلام نے فرمایا: ہم نے ان احادیث کی تفسیر بیان کرتے کسی کو نہیں پایا' (لہٰذا) ہم بھی ان کی تفسیر و تفصیل بیان نہیں کرتے امام ابوعبید اپنے وقت میں بے نظیر تھے' ان کی شرافت و فضیلت کے پیش نظر امام اسحٰق بن راہویہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ انصاف پسند فرماتے ہیں: ابو عبید مجھ سے' امام شافعی رحمہ اللہ سے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے زیادہ عالم ہیں۔

☆ ابوبکر الخلال اپنی کتاب السنۃ میں فرماتے ہیں ہمیں مروذی نے بیان کیا کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے (رب تعالیٰ کی) صفات والی احادیث بارے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: ہم انہیں اسی طرح بیان کرتے ہیں جیسے مروی ہیں۔

☆ نیز امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم جہمیہ وغیرہ کے برا جاننے کی وجہ سے اپنے رب تعالیٰ کی کسی صفت کی نفی نہیں کریں گے اگرچہ کان اسے سننا گوارا نہ کریں۔

☆ امام ابوعیسیٰ ترمذی نے اپنی جامع ترمذی جو کہ اصول اسلام میں سے ایک ہے۔ میں فرماتے ہیں: اہل علم (رب تعالیٰ کی) صفات والی احادیث مثلاً حدیث نزول' قدم اور ہاتھوں کے ذکر والی حدیث وغیرہ بارے فرماتے ہیں: ہم ان تمام پر (پورا پورا) یقین رکھتے ہیں' اس کی کیفیت بیان نہیں کی جائے گی اور (مخلوق سے) تشبیہ کی نفی کا عقیدہ رکھتے ہوئے اور اہل علم' ان احادیث کے منکرین کو جہمیہ متصور کرتے ہیں' جہمیہ کہتے ہیں: صفات ماننے سے تشبیہ (بالمخلوقات) لازم آتی ہے' پھر وہ اس کی تاویل کرنے لگ جاتے ہیں۔ اہل علم کا کہنا ہے۔ تشبیہ تو تب ہے جو کہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سننے کی طرف سنتا ہے اور اس کے ہاتھ ہمارے ہاتھوں کی طرح ہیں۔

☆ امام الائمہ ابوبکر بن خزیمہ فرماتے ہیں: رب تعالیٰ کی صفات والی احادیث کو خلف نے سلف سے اللہ تعالیٰ کی صفات' اس کی معرفت اور اس کی خبر تسلیم کرنے کے طور پر نقل کیا ہے۔ اس کی تاویل سے اجتناب کرتے ہوئے اور تشبیہ وتمثیل کو چھوڑتے ہوئے۔

امام ابن خزیمہ 311ھ میں فوت ہوئے' ان کے زمانے میں حدیث وفقہ کو جمع کرنے والوں میں سے مطلقاً ان جیسا کوئی نہ تھا' ان کے بارے میں ابوبکر نقاش بیان کرتے ہیں امام ذہبی نے فرمایا: میں نے 16 سال کی عمر کے بعد کسی کی تقلید نہیں

کی' ان کے شیخ امام مزنی ان کے بارے میں فرماتے ہیں: وہ میری نسبت حدیث کا زیادہ علم رکھتے ہیں۔

☆ ابوحسن اشعری (اپنی) کتاب "مقالات الاسلامیین" میں خارجیوں' رافضیوں' قدریوں اور جہمیوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اہل سنت کا موقف:

ان کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ' فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں' اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت' رسول اللہ ﷺ سے ثقہ راویوں کے ذریعے مروی احادیث کا اقرار کرنا۔ نیز اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہے اور یہ کہ اس کے دو ہاتھ ہیں جیسا کہ خود اس نے فرمایا ہے: "خَلَقْتُ بِيَدَيَّ" میں نے آدم علیہ السلام کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا' کیفیت بیان کیے بغیر' پھر آخر پر فرماتے ہیں۔ ہمارا بھی عقیدہ یہی ہے جو ہم نے اہل السنۃ کا عقیدہ ذکر کیا ہے' اور یہی ہمارا مذہب و مسلک ہے۔

☆ یہی مقالہ بعینہٖ "ابن فورک" نے (اپنی کتاب) "الخلاف بین الاشعری و ابن کلاب" میں ذکر کر کے کہا ہے: یہ ابوالحسن رحمہ اللہ کے تمام الفاظ کو ثابت کرتے ہیں کہ وہ ان اصولوں کا عقیدہ رکھتے تھے جو اہلحدیث کے اصول اور ان کے عقیدۂ توحید کی بنیاد ہیں۔

امام ذہبی فرماتے ہیں: ابوالحسن کی شہرت محتاج تعارف نہیں' اگر آپ ان کے حالات زندگی معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ابن عساکر کی کتاب "تبیین کذب المفتری فیما نسب الی الاشعری" کا مطالعہ کریں' ایک جلد میں ہے۔

امام اشعری نے یہ مقالہ و عقیدہ' حدیث و فقہ میں بصرہ کے شیخ زکریا بن یحییٰ ساجی سے لیا ہے' اور کتاب اختلاف الفقہاء اور علل الحدیث ان کی مشہور تصانیف ہیں' انہوں نے 307ھ میں وفات پائی۔

☆ امام ابن سریج سے اللہ تعالیٰ کی صفات بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی تمثیل بیان کرنا عقلوں پر اور اس کی حد بندی کرنا وہم وخیال پر اور اس کا کوئی وصف بیان کرنا عقول سلیمہ پر حرام ہے سوائے ان صفات کے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یا اپنے رسول ﷺ کی زبانی اپنے آپ کو متصف کیا ہے۔ ہمارے زمانے تک کے تمام اہل السنۃ سے یہ صحیح ثابت ہے کہ تمام آیات اور رسول اللہ ﷺ کی تمام سچی احادیث میں سے ہر ایک پر اسی طرح ایمان لانا ہر مسلمان پر فرض ہے جس طرح وہ آیات و احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں۔ مثلاً: ''هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ'' یعنی کیا لوگوں کو اس بات کا انتظار ہے کہ ان کے پاس خود اللہ تعالیٰ ابر کے سائبانوں میں تشریف لے آئے۔

اور ''وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا'' یعنی اور تیرا رب خود تشریف لائے گا اور فرشتے صفیں باندھ باندھ کر آ جائیں گے۔ اور اس جیسی دیگر صفات جو قرآن کریم میں صراحۃً وارد ہوئی ہیں مثلاً (اللہ تعالیٰ کی صفت) فوقیت، نفس، دونوں ہاتھ، سننا، دیکھنا، ہنسنا، تعجب کرنا (خوش ہونا) نزول فرمانا.... یہاں تک کہ فرماتے ہیں: اس بارے میں اور متشابہ آیات کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اسے قبول کرتے ہیں، مخالفین کی تاویل (کی طرح) ہم اس کی تاویل نہیں کرتے، اور نہ ہی تشبیہ دینے والوں کی تشبیہ پر محمول کرتے ہیں، ہم حدیث کو اس کے ظاہر کے مطابق اور آیت کو اس کے ظاہر کے مطابق تسلیم کرتے ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے انہیں مختصراً بیان کر دیا ہے۔

امام ابن سریج نے 306ھ میں وفات پائی، وہ امام مزنی سمیت تمام شوافع سے افضل تھے، ان کی مصنفات چار سو کتابوں پر مشتمل ہیں۔

☆ ابو جعفر محمد بن جریر طبری اپنی کتاب ''التبصیر فی معالم الدین'' میں فرماتے

ہیں۔ یہ ان صفات کا بیان ہے جو صرف نقلی دلائل (کتاب وسنت) سے معلوم ہوتیں ہیں۔

جیسا کہ اس نے بیان فرمایا ہے کہ وہ سننے والا' دیکھنے والا ہے اور اس کے دو ہاتھ ہیں' بموجب ارشادِ باری تعالیٰ "بَلْ یَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ" بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہیں؛ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ مبارک ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: "وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ" اور تیرے رب تعالیٰ کا چہرہ باقی رہے گا' اور یہ کہ اس کا قدم بھی ہے بموجب فرمان نبوی: "یہاں تک کہ رب تعالیٰ اس (جہنم) پر اپنا قدم مبارک رکھیں گے' اور یہ کہ وہ (اللہ تعالیٰ) ہنستا (بھی) ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اسے (دیکھ کر) ہنس دے گا' اور یہ کہ وہ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے' اور یہ کہ بقول رسول مقبول ﷺ اللہ تعالیٰ کی انگلی مبارک بھی ہے' ہر دل رحمٰن تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ یہ صفات اور ان کی نظائر خود اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے بیان فرمائی ہیں۔ ان کا حقیقی علم غور وفکر اور مشاہدہ سے ثابت نہیں ہوسکتا' اور ان کا علم نہ رکھنے والے کو ہم اس وقت تک کافر قرار نہیں دے سکتے جب تک ان صفات کا علم اس تک پہنچ نہ جائیں۔

محمد بن جریر طبری 310ھ میں فوت ہوئے' آپ امام مجتہد تھے' قرآن' حدیث' فقہ' لغت' قواعد عربیہ (صرف ونحو) اور تاریخ کی مکمل معرفت رکھتے تھے۔ لوگ اس کی بات پر فیصلہ کرتے تھے اور اس کی رائے کی طرف رجوع کرتے تھے' انہوں نے اتنے علوم جمع کیے کہ ان کے زمانے کا کوئی امام ان کا شریک نہیں۔

امام الائمہ ابن خزیمہ فرماتے ہیں۔ روئے زمین پر میرے نزدیک محمد بن جریر طبری سے بڑا کوئی عالم نہیں۔

اور امام ابو حامد اسفرائینی فرماتے ہیں: اگر کسی آدمی کو تفسیر طبری حاصل کرنے کے لیے چین بھی جانا پڑے تو یہ اتنی بڑی محنت ومشقت نہیں ہے۔

☆ امام ابوسلیمان خطابی فرماتے ہیں: آیات واحادیثِ صفات بارے سلف کا مذہب یہ ہے کہ انہیں ان کے ظاہر پر جاری و ثابت رکھا جائے بغیر کیفیت وتشبیہ بیان کیے' کیونکہ صفات میں کلام کرنا ذات میں کلام کرنے کی فرع ہے اور اثبات ِصفات میں اثباتِ ذات والے طریقہ کی ہی پیروی کی جائے گی۔ اگر یہ بات تسلیم ہے کہ باری تعالیٰ کے اثبات سے مراد اس کے وجود کا اثبات ہے نا کہ کیفیت کا اثبات' تو اسی طرح یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا اثبات (ان کے) وجود کا اثبات ہے نا کہ ان کو محدود کرنے اور ان کی کیفیت بیان کرنے کا اثبات۔ ہاتھ' سننا' دیکھنا وغیرہ یہ سب وہ صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لیے ثابت کی ہیں' لہٰذا ہم یہ نہیں کہتے کہ ہاتھ سے مراد قوت ونعمت ہے اور سننے دیکھنے سے مراد علم ہے اور نہ ہی یہ کہا جائے گا کہ یہ کام کرنے کے آلات واعضاء ہیں' اور نہ ہی ہم ان کو ہاتھوں' کانوں اور آنکھوں سے تشبیہ دیتے ہیں جو کہ اعضاء ہیں۔ بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ ان صفات کے اثبات کا عقیدہ رکھنا واجب ہے کیونکہ یہ صفات توقیفی ہیں یعنی بذریعہ وحی ہمیں ان کی واقفیت کرائی گئی ہے۔ نیز ان صفات کی تشبیہ کی نفی کرنا بھی واجب ہے' کیونکہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے مشابہ نہیں ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے: ''لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ'' اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔

احادیث صفات بارے علماء سلف کا یہی موقف ہے امام ذہبی فرماتے ہیں:

یہ پورا کلام امام خطابی کی کتاب ''الغنية عن الكلام'' سے منقول ہے' وہ عظیم المرتبت اور حدیث' فقہ اور اقوال ائمہ سے باخبر امام تھے معالم السنن اور کتاب الغریب ان کی نمایاں تصانیف ہیں' وہ 370ھ کے بعد اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔

☆ امام ابوبکر اسماعیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ ہم' تم سب پر رحم فرمائے۔ اہل حدیث یعنی اہل السنة والجماعة کا مذہب یہ ہے: اللہ تعالیٰ' اس کے

فرشتوں‘ اس کی کتابوں‘ اور رسولوں کا اقرار کرنا‘ کتاب اللہ اور صحیح احادیث رسول اللہ ﷺ کو قبول کرنا۔ کتاب وسنت میں وارد شدہ ارشادات سے انحراف کی کوئی گنجائش نہیں اور اہل حدیث کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماء حسنیٰ سے پکارا جائے اور جو اس نے اور اس کے نبی ﷺ نے صفات بیان کی ہیں وہ ان صفات سے متصف ہے‘ اس نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا‘ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں اس میں کیفیت کا اعتقاد نہیں اور وہ بلا کیفیت عرش پر مستوی ہے‘ کیونکہ ہمیں صرف اتنی خبر پہنچی ہے کہ وہ عرش پر مستوی ہے اس کے مستوی ہونے کی کیفیت مذکور نہیں۔

امام اسماعیلی بہت بڑے امام ہیں‘ حدیث اور فقہ کے جامع ہیں‘ انہوں نے صحیح تالیف کی ہے‘ فقہاء جرجان نے ان سے علم حاصل کیا ہے۔

یہ 371ھ میں 94 سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

امام دارقطنی اتنے بڑے جلیل القدر ہونے کے باوجود کہتے ہیں میں نے ایک سے زیادہ مرتبہ ابوبکر اسماعیلی کے پاس جانے کا عزم بالجزم کیا‘ مگر مجھے توفیق نہ ملی۔

یہ عقیدہ ہم نے ان سے صحیح سند سے سنا ہے۔

☆ ہم نے اس مقام پر بحث کو بہت طویل کر دیا ہے‘ اگر ہم ہر اس امام کا قول نقل کرنے بیٹھ جائیں جس نے بھی صفات باری تعالیٰ کے اثبات میں کچھ کہا ہے تو اس کا دائرہ بہت وسیع ہو جائے گا جس کو احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہو جائے گا‘ جب فریق مخالف بغیر تاویل کے اثباتِ صفات میں اجماع علماء سے مذکورہ بیانات سننے سے ہدایت نہیں پاتا‘ یا ان کے منقول ہونے کی تصدیق نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نہ ہی دے۔ اللہ کی قسم اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں۔ اور وہ مومنین کے راستے کی بجائے کسی اور کے راستے پر گامزن ہے جو

کبار ائمہ کے عقائد کو مسترد کر دے مثلاً: امام زہری' مکحول' اوزاعی' ثوری' لیث بن سعد' مالک' ابن عیینہ' ابن مبارک' محمد بن حسن' شافعی' حمیدی' ابوعبید' احمد بن حنبل' ابوعیسیٰ ترمذی' ابن سریج' ابن جریر طبری' ابن خزیمہ' زکریا ساجی' ابوحسن اشعری و دیگر ائمہ رحمہم اللہ جو ان کے ہم عقیدہ ہیں مثلاً: خطابی' ابوبکر اسماعیلی' ابو قاسم طبرانی' ابواحمد عسال' ابوحسن دارقطنی ابوعبداللہ بن بطہ' ابوعبداللہ بن مندہ' ابوبکر باقلانی' ابوبکر بن فورک' ابو قاسم لالکائی' ابونعیم اصفہانی (مصنف حلیۃ الاولیاء) معمر بن زیاد' ابوعمر طلمنکی' ابوعثمان صابونی' ابو فتح سلیم رازی نے اپنی تفسیر میں' ابونصر سجزی' ابوبکر بیہقی' ابوعمر بن عبدالبر' ابوبکر خطیب (بغدادی) امیر المومنین قادر باللہ' ابو قاسم سعد بن علی زنجانی' ابو معالی جوینی' ابو اسماعیل انصاری۔

شیخ الاسلام' محی السنۃ ابومحمد بغوی' ابو قاسم اسماعیل تیمی مصنف الترغیب و الترہیب شیخ ابو البیان نباد مشقی اور شیخ عبدالقادر جیلی (جیلانی) جو کہ اصل اصیل اور بہت زیرک انسان تھے اور ہر زمانے میں امت کا بہترین حصہ تھے۔

لیکن مخالفین کی اکثریت اس کا کوئی اعتبار نہیں کرتی' بلکہ ان کی اکثریت مذکور بالا ائمہ کرام کے اسماء گرامی سے بھی ناآشنا ہوگی۔ چہ جائیکہ وہ ان کے اقوال و عقائد کو جانتے پہچانتے ہوں' اور انہی کی بات پر (ان سے پہلے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کا اجماع ہو چکا ہے۔

بسا اوقات کوئی شخص استغفار کا ارادہ لے کر آتا ہے تو ان میں سے کوئی اسے کہتا ہے کہ کاش! تو اصول دین (کو حاصل کرنے میں) مشغول ہو جاتا کیونکہ تجھ پر دلیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا فرض ہے تو وہ اس شخص کی بات مان کر ان میں سے کسی ایک کے حلقہ درس میں متواتر آنا شروع ہو جاتا ہے' تو وہ اسے تشبیہ اور اللہ تعالیٰ کا جسم ماننے سے ڈرانے لگتا ہے اور اسے بتاتا ہے کہ امام احمد بن حنبل

رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار اللہ تعالیٰ کا جسم مانتے ہیں اور کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور وہ آسمان پر ہے۔ (حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چیز سے بلند ہے) تو وہ (اس طرح) اسے متنفر کر دیتا ہے۔ صفات باری تعالیٰ سے میری محبت' ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرنے سے ہی ہے۔ صفات باری تعالیٰ کو ثابت کرنے والوں کی بات کو غصے کی نظر سے دیکھتا ہے' مناظرہ میں انصاف کی بات نہیں کہتا' اور تحقیقی نظر سے نہیں دیکھتا تو وہ اللہ تعالیٰ کے جسم ہونے کی نفی کرنے میں تو معذور ہو سکتا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں اس کا عذر قابل قبول نہیں ہوگا کہ اس نے بنظر غائر اس بات کا علم حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے اثبات سے تشبیہ اور تجسیم قطعاً لازم نہیں آتے' کیونکہ تشبیہ تو تب ہو جب ہم یہ کہیں کہ (اس کا) ہاتھ ہمارے ہاتھ کی طرح ہے...... وغیرہ۔ مگر جب یہ کہا جائے کہ (اس کا) ہاتھ (ضرور) ہے لیکن (ہمارے) ہاتھوں جیسا نہیں' جیسا کہ اس کی ذات ہماری ذات جیسی نہیں' اس کے کان ہمارے کانوں جیسے نہیں' اس کی آنکھ ہماری آنکھوں جیسی نہیں' اثبات صفات اور نفی تشبیہ کو جمع کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کیونکہ یہ تو تنزیہہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے چہرہ مبارک کا بیان

﴿ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ﴾

یعنی ''اور تیرے رب کا چہرہ باقی رہے گا''

حدیث : عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ: لَمَّا نَزَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ: ﴿ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ ﴾ قَالَ: ((أَعُوذُ بِوَجْهِكَ)). ﴿ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ ﴾ قَالَ: ((أَعُوذُ بِوَجْهِكَ)) ﴿ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ ﴾ قَالَ: ((هَاتَانِ أَهْوَنُ وَ أَيْسَرُ)). هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

ترجمہ: ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ پر یہ قرآنی آیت نازل ہوئی

"قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ" یعنی آپ کہیے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے۔ تو نبی کریم ﷺ نے دعا کی "اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ" یعنی اے اللہ میں تیرے چہرے کی پناہ میں آتا ہوں۔ آیت کا اگلا حصہ ہے "اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ" یعنی یا تمہارے پاؤں تلے سے۔ تو آپ نے پھر دعا کی: "اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ" یعنی اے میرے اللہ! میں تیرے چہرے کی پناہ میں آتا ہوں۔ آیت میں آگے الفاظ ہیں: "اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ" یعنی یا کہ تم کو گروہ گروہ کر کے سب کو بھڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی چکھا دے تو آپ نے فرمایا یہ دونوں باتیں آسان ہیں"۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد : اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

1. اللہ تعالیٰ کا چہرۂ مبارک ہے۔
2. اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پناہ مانگنی چاہیے۔

حدیث : عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ : ((**إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ، وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يَنَامَ، (يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَ يَرْفَعُهُ) يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ النَّهَارِ، وَ عَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ اللَّيْلِ ، حِجَابُهُ النُّوْرُ، لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهٰى إِلَيْهِ بَصَرُهُ**)).

ترجمہ: "اس بارے میں سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ سوتے نہیں ہیں' اور نہ ہی سونا انہیں لائق ہے' اللہ تعالیٰ میزان کو نیچے اوپر کرتا ہے' رات کے اعمال دن (آنے) سے پہلے اور دن کے اعمال رات (آنے) سے پہلے اس کی طرف اٹھائے جاتے ہیں' اس کا پردہ نور (کا) ہے اگر وہ اسے (پردے کو) ہٹا دے تو اس کے چہرے کے انوار حد نگاہ تک (ہر چیز کو) جلا دیں"۔

فوائد : اس حدیث سے درج ذیل مسائل ثابت ہوتے ہیں:

1. اللہ تعالیٰ کو نیند اور اونگھ نہیں آتی۔
2. نیند اور اونگھ اللہ تعالیٰ کی شان کے منافی ہے۔
3. میزان کو اوپر نیچے (ہلکا و بھاری) کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔
4. رات کے اعمال دن شروع ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچا دیئے جاتے ہیں۔
5. دن کے اعمال رات شروع ہونے سے پہلے پہنچا دیئے جاتے ہیں۔
6. اللہ تعالیٰ کے پردے نور کے ہیں۔
7. اللہ تعالیٰ کا نور بے حجاب ہونے سے حد نگاہ تک ہر چیز کو جلا سکتا ہے۔

حدیث : وَ مِنْ ذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ : ((إِنَّ رَبَّكَ لَيْسَ عِنْدَهٗ لَيْلٌ وَّ لَا نَهَارٌ، نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْ نُّوْرِ وَجْهِهٖ)).

ترجمہ: اسی سلسلہ میں آپ کا یہ فرمان ہے: بے شک تیرے رب کے ہاں دن رات نہیں ہیں آسمانوں اور زمینوں کی روشنی اس کے چہرہ مبارک کے انوار سے ہے۔

فوائد : اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

1. آسمان و زمین کی روشنی اللہ تعالیٰ کے چہرۂ انور کی روشنی کی وجہ سے ہے۔

حدیث : وَ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ : ((أَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ ، وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَائِكَ)).

ترجمہ: آپ کا فرمان ہے: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے چہرے کے دیدار کی لذت اور تیری ملاقات کے شوق کا سوالی ہوں۔

فوائد : اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

1. اللہ تعالیٰ کا چہرہ مبارک موجود ہے۔
2. اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنا دیدار دیں گے۔

❸ اللہ تعالیٰ کے چہرے کے دیدار کی لذت تمام لذتوں سے بہترین ہے۔

☆ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر کہتا ہے تو ان کلمات کو لے کر ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچ جاتا ہے، تو وہ فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرتا ہے وہ (فرشتوں کا گروہ) تسبیحات پڑھنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ فرشتہ ان تسبیحات کو اللہ تعالیٰ کے چہرے مبارک تک پہنچا دیتا ہے۔

☆ سیدنا ابوبکر صدیق، حذیفہ، ابوموسیٰ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم "لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ" میں زیادۃ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے چہرہ مبارک کا دیدار ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: "كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ" یعنی اللہ تعالیٰ کے چہرہ مبارک کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کے قدم مبارک کا بیان

﴿ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ ﴾

یعنی "جس دن ہم جہنم سے پوچھیں گے کیا تو بھر چکی ہے؟"

حدیث: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُوْلُ: ﴿هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾، حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيْهَا قَدَمَهُ، فَتَقُوْلُ: قَطْ، قَطْ، وَ يَنْزَوِيْ بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ)). هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: "سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم مسلسل یہی کہتی رہے گی "هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ" یعنی کیا کچھ اور زیادہ بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ رب العزت جہنم پر اپنا قدم مبارک رکھیں گے، تو وہ بس بس کر اٹھے گی اور سکڑ کر ایک دوسرے (حصے) کے ساتھ مل جائے گی"۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد : اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ:

❶ اللہ تعالیٰ کا قدم مبارک موجود ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ جہنم پر اپنا قدم مبارک رکھیں گے۔

❸ جہنم میں بولنے کی صلاحیت موجود ہے۔

اسے نبی کریم ﷺ سے صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن میں سے انس، ابو ہریرہ، حذیفہ بن یمان، اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم (خاص طور پر قابل ذکر) ہیں۔

حدیث: وَ فِیْ لَفْظٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ: ((حَتّٰی یَضَعَ فِیْهَا قَدَمَهٗ)). وَفِیْ لَفْظٍ عَنْهُ : ((حَتّٰی یَضَعَ فِیْهَا رِجْلَهٗ)) وَ كُلُّهَا فِی الصَّحِیْحِ.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ ”حَتّٰی یَضَعَ فِیْهَا قَدَمَهٗ“ یعنی یہاں تک کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اس پر اپنا قدم رکھیں گے، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں ”حَتّٰی یَضَعَ فِیْهَا رِجْلَهٗ“ کے الفاظ ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس پر اپنا پاؤں رکھیں گے۔ یہ سب الفاظ صحیح میں مروی ہیں۔

فوائد : اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ:

❶ اللہ تعالیٰ کا قدم مبارک موجود ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّ أَبِیْ مُوْسٰی وَغَیْرِهِمْ مِنَ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم: ((إِنَّ الْكُرْسِیَّ مَوْضِعُ قَدَمَیْهِ عَزَّوَجَلَّ)) وَیُرْوٰی عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ.

ترجمہ : ”سیدنا ابن عباس، ابن مسعود، ابو موسیٰ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ کرسی اللہ تعالیٰ کے قدموں کے نیچے ہے“۔ وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

☆ مجاہد فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سیدنا داؤد علیہ السلام سے فرمائیں گے میرا پاؤں پکڑیے! تو وہ اللہ تعالیٰ کے پاؤں مبارک کو پکڑ لیں گے۔

☆ عروہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں عبدالملک بن مروان پاس گیا تو میں نے اس کے پاس بیت المقدس کے صخرہ کا تذکرہ کیا۔تو وہ (عبدالملک) کہنے لگے: یہ وہ صخرہ (چٹان) ہے جس پر اللہ رحمٰن نے اپنا پاؤں رکھا ہے۔ میں نے کہا: سبحان اللہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں: ''وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ'' اس (اللہ) کی کرسی آسمانوں اور زمینوں سے وسیع ہے۔اور آپ کہہ رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنا پاؤں رکھا ہے۔ واہ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں بتایا ہے کہ یہ پہاڑ ہے جسے اللہ تعالیٰ ریزہ ریزہ کر کے اڑا دیں گے۔

☆ سدی نے ابو مالک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: کرسی عرش کے نیچے ہے' اور اللہ تعالیٰ اپنی دونوں ٹانگیں کرسی پر رکھے ہوئے ہے۔

☆ امام اثرم کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو عبداللہ احمد بن حنبل سے کہا: ایک محدث صاحب نے یہ حدیث بیان کی ہے جب کہ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا: ''يَضَعُ الرَّحْمٰنُ فِيهَا قَدَمَهٗ'' یعنی اللہ رحمٰن جہنم پر اپنا قدم مبارک رکھیں گے' اس وقت ان کے پاس ایک لڑکا بھی (بیٹھا) تھا' وہ لڑکا میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا' اس کی ضرور کوئی تاویل وتفسیر ہے' تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا: اسے دیکھو' جہمیہ والی ہی بات کہہ رہا ہے۔

☆ مروذی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث بارے پوچھا: ''يَضَعُ قَدَمَهٗ فِيهَا'' یعنی اللہ تعالیٰ جہنم پر اپنا قدم رکھیں گے' تو انہوں نے فرمایا: ہم اسے اسی طرح بیان کرتے ہیں جیسے یہ مروی ہے: ابن بطہ نے اسے ''كِتَابُ الْاِبَانَةِ'' میں روایت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی پنڈلی مبارک کا تذکرہ

﴿ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ ﴾

یعنی ''جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی''

حدیث : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم : فِي حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ: ((فَيَكْشِفُ عَنْ سَاقِهِ عَزَّوَجَلَّ ، فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ)).

ترجمہ : ''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفاعت والی حدیث میں ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل اپنی پنڈلی کھولیں گے' تو ہر ایماندار سجدے میں گر جائے گا''۔

فوائد : اس حدیث سے چند ایک باتیں ثابت ہوتی ہیں:

1. اللہ تعالیٰ کی پنڈلی مبارک بھی ہے۔
2. اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی مبارک سے حجاب دور فرمائیں گے۔
3. نمازی پنڈلی مبارک کی زیارت کر کے سجدے میں گر جائیں گے۔

حدیث : عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، نَحْوُهُ وَ لَفْظُهُ : ((يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ ، فَلَا يَبْقَى مَنْ سَجَدَلَهُ فِي الدُّنْيَا مِنْ تِلْقَآءِ نَفْسِهِ إِلَّا أُذِنَ لَهُ فِي السُّجُودِ)). أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي الصَّحِيحِ.

ترجمہ: یہ روایت زید بن اسلم کے واسطے سے بھی اسی طرح مروی ہے' اس کے الفاظ یہ ہیں ہمارے رب تعالیٰ اپنی پنڈلی کھولیں گے تو ہر اس شخص کو سجدے کی اجازت مل جائے گی جس نے دنیا میں خود بخود اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔

اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

فوائد : اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ:

1. اللہ تعالیٰ کی پنڈلی مبارک ہے۔

❷ جس شخص نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا ہوگا انہیں قیامت کے دن سجدہ کرنے کی توفیق مل جائے گی۔

❸ بے نماز قیامت کے دن سجدہ کرنے سے محروم رہیں گے۔

حدیث : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم : ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾ قَالَ : ((يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ ، وَ نَخِرُّ لَهُ سُجَّدًا)).

ترجمہ: ''ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ فرمان الٰہی جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی' سے مراد یہ ہے کہ ہمارے رب تعالیٰ اپنی پنڈلی مبارک کھولیں گے' اور ہم اس کے لیے سجدے میں گر جائیں گے۔''

فوائد : اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

❶ اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی مبارک کھولیں گے۔

❷ اہل ایمان سجدے میں پڑ جائیں گے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾ قَالَ : عَنْ سَاقِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ.

ترجمہ: ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ'' یعنی اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی مبارک کھولیں گے۔''

☆ امام ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے فرمان ''يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ'' سے مراد ہے: اللہ رحمٰن اپنی پنڈلی مبارک کھولیں گے۔

حدیث : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ : ((يَجْمَعُ اللّٰهُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ، وَ يَنْزِلُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ، مِنَ الْعَرْشِ إِلَى الْكُرْسِيِّ، فَيَأْتِيْهِمْ، فَيَقُوْلُ : مَا لَكُمْ لَا تَنْطَلِقُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : لَنَا إِلٰـهٌ مَارَأَيْنَاهُ بَعْدُ. فَيَقُوْلُ: وَ هَلْ تَعْرِفُوْنَهُ إِذَا رَأَيْتُمُوْهُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ ، بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُ عَلَامَةٌ إِذَا رَأَيْنَاهَا عَرَفْنَاهُ. فَيَقُوْلُ : مَا هِيَ؟) فَيَقُوْلُوْنَ : يَكْشِفُ عَنْ سَاقِهِ. فَعِنْدَ ذٰلِكَ يُكْشَفُ عَنْ

سَاقٍ)). أَخْرَجَهُ (أَبُوبَكْرِنِالْخَلَّالُ فِيْ كِتَابِ) السُّنَّةِ، عَنِ الْمَرْوَذِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي كَرِيمَةَ الْحَرَّانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ (سَلَمَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ) أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو. وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

ترجمہ: ''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے سب (لوگوں) کو جمع فرمائے گا' اور خود ابر کے سائبان میں عرش سے کرسی پر نزول فرمائے گا' تو لوگوں پاس آ کر فرمائے گا' تمہیں کیا ہے تم کیوں نہیں جاتے؟ تو وہ جواب دیں گے: ہمارا (ایک) معبود ہے ہم نے اسے ابھی تک دیکھا ہوا نہیں' تو وہ فرمائے گا کیا تم اسے دیکھ کر پہچان لو گے؟ تو وہ کہیں گے۔ ہاں! ہمیں ایک نشانی معلوم ہے جب ہم اس نشانی کو دیکھ لیں گے تو اسے (معبود حقیقی کو) پہچان لیں گے' تو وہ فرمائے گا: وہ نشانی کون سی ہے؟ وہ کہیں گے: اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھولیں گے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ پنڈلی کھولیں گے''۔

ابوبکر خلال نے اسے ''کتاب السنۃ'' میں منہال بن عمرو کے واسطے سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد: اس حدیث سے چند ایک مسائل مستنبط ہوتے ہیں:

1. اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اگلے پچھلے سب لوگوں کو اپنے دربار میں جمع فرمائے گا۔
2. اللہ تعالیٰ ابر کے سائبان میں عرش سے کرسی پر نزول فرمائے گا۔
3. قیامت کے دن مشرکین اپنے معبودانِ باطلہ کے پیچھے چلے جائیں گے۔
4. اہل توحید اللہ تعالیٰ کا انتظار کریں گے۔
5. اہل توحید' اللہ تعالیٰ کو اس کی علامتِ مقررہ سے پہچان لیں گے۔
6. اللہ تعالیٰ پہچان کروانے کے لیے اپنی پنڈلی کھولیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی مٹھی مبارک کا بیان

﴿ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾

یعنی ''اور ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی''

حدیث: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ : جَآءَ حِبْرٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ : ((إِنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى إِصْبَعٍ، وَالْأَرَضِيْنَ عَلٰى إِصْبَعٍ)) فَيَقُوْلُ : أَنَا الْمَلِكُ. فَضَحِكَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ تَصْدِيْقًا لِقَوْلِ الْحِبْرِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ترجمہ: ''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک یہودی عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آ کر کہنے لگا: بے شک اللہ تعالیٰ (ساتوں) آسمانوں کو (ایک) انگلی اور (ساتوں) زمینوں کو (دوسری) انگلی پر رکھ کر فرمائے گا: میں ہی بادشاہ ہوں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہودی عالم کی تصدیق کرتے ہوئے اس قدر ہنسے کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں''۔ (نظر آنے لگیں) یہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے۔

فوائد: اس حدیث سے درج ذیل مسائل ثابت ہوتے ہیں:

1. اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اپنی ایک انگلی مبارک پر رکھ لیں گے۔
2. زمینوں کو دوسری انگلی پر رکھ لیں گے۔
3. اپنی بادشاہت کا اعلان فرمائیں گے۔
4. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تبسم فرماتے بسا اوقات کھلکھلا کر بھی ہنس پڑتے تھے یہاں تک کہ نوکیلے دانت نظر آ جاتے تھے۔
5. اگر کوئی غیر مسلم کتاب وسنت کے مطابق بات کرے تو اس کی بات سن لینے میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث : تَابَعَهُ جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ. وَ زَادَ فِيهِ: وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْمَآءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْخَلَائِقَ كُلَّهَا عَلَى إِصْبَعٍ.

ترجمہ: ''جریر بن عبدالحمید کے واسطے سے دوسری روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: پہاڑ اور درخت (تیسری) انگلی پر، پانی اور مٹی (چوتھی) انگلی پر اور سب مخلوقات (پانچویں) انگلی پر۔

فوائد : اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

1. اللہ تعالیٰ پہاڑ اور درخت اپنی تیسری انگلی مبارک پر رکھ لیں گے۔
2. پانی اور مٹی چوتھی انگلی مبارک پر رکھ لیں گے۔
3. سب مخلوقات کو پانچویں انگلی مبارک پر رکھ لیں گے۔

حدیث : وَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيثِ عَطَآءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَ حَسَّنَهُ. وَ لَفْظُهُ: مَرَّ يَهُودِيٌّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ: ((**يَا يَهُودِيُّ خَوِّفْنَا**)). فَقَالَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ كَيْفَ (تَقُولُ إِذَا وَضَعَ اللّٰهُ الْأَرْضَ) عَلَى ذِهْ، وَالسَّمٰوَاتُ عَلَى ذِهْ، وَالْمَآءَ عَلَى ذِهْ، (وَالْجِبَالَ عَلَى ذِهْ، وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى ذِهْ). ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿ **وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ** ﴾.

ترجمہ: ''اس کو امام ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کر کے اسے حسن قرار دیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: ایک یہودی گزر رہا تھا' تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے یہودی! ہمیں قابل خوف بات بیان کیجیے! تو اس نے کہا: اے ابو القاسم! آپ اس وقت کیا کہیں گے جب اللہ تعالیٰ زمین کو ایک (انگلی) پر رکھ لیں گے' اور آسمانوں کو دوسری (انگلی) پر' اور پانی کو تیسری (انگلی) پر' اور پہاڑوں کو چوتھی (انگلی) پر' اور ساری مخلوق کو پانچویں (انگلی) پر۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿ **وَ الْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ** ﴾

''یعنی اور ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی''۔

فوائد : اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ:

❶ غیر مسلم سے بھی استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

❷ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین، آسمانوں، پانی، پہاڑ اور دیگر سب مخلوقات کو بالترتیب اپنی پانچوں انگلیوں پر رکھ لیں گے۔

❸ غیر مسلم کتاب و سنت کے مطابق بات کرے تو اس کی تصدیق کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرنی چاہیے۔

حدیث : عَنْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذُكِرَ لَنَا اَنَّ حِبْرًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((أَيْنَ الْخَلَائِقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))؟ فَقَالَ : السَّمٰوَاتُ عَلٰى هٰذِهِ الْخِنْصَرِ، وَالْأَرْضِيْنُ عَلٰى هٰذِهِ الَّتِيْ تَلِيْهَا. فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ : ((صَدَقَ الْحِبْرُ)). وَ رُوَاتُهُ ثِقَاتٌ.

ترجمہ : قتادہ کہتے ہیں: ہمیں بتایا گیا ہے کہ ایک یہودی عالم نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن مخلوقات کہاں ہوں گی؟ تو وہ کہنے لگا (ساتوں) آسمان اس چھنگلی (چھوٹی انگلی) پر ہوں گے، اور (ساتوں) زمینیں اس کی ساتھ والی انگلی پر ہوں گی، تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: یہودی عالم نے سچ کہا۔ اس کے سب راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔ اسے ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں روایت کیا ہے۔

فوائد : اس حدیث سے مندرجہ ذیل مسائل ثابت ہوتے ہیں:

❶ غیر مسلم اہل علم سے سوال کیا جا سکتا ہے۔

❷ قیامت کے دن ساتوں آسمان اللہ تعالیٰ کی چھوٹی انگلی پر ہوں گے۔

❸ زمین اس کی ساتھ والی انگلی پر ہوگی۔

❹ غیر مسلم کی درست بات کی تصدیق کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث: عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ : قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((﴿ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا ﴾)) قَالَ: وَضَعَ إِبْهَامَهٗ عَلٰى قَرِيْبٍ مِّنْ طَرَفِ أُنْمُلَةِ خِنْصَرِهٖ

فَسَاخَ الْجَبَلُ....

فَقَالَ حُمَيْدٌ لِثَابِتٍ د الْبُنَانِيِّ : تَقُوْلُ هٰذَا؟ فَرَفَعَ ثَابِتٌ يَدَهُ فَضَرَبَ بِهَا صَدْرَ حُمَيْدٍ وَ قَالَ : يَقُوْلُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَيَقُوْلُهُ أَنَسٌ، وَ أَنَا أَكْتُمُهُ؟ وَ مَنْ أَنْتَ يَا حُمَيْدُ؟ وَمَا أَنْتَ يَا حُمَيْدُ؟.

ترجمہ : ''انس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی: ''فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا'' یعنی تو جب ان کے رب نے اس پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اس کے پرخچے اڑا دیئے۔ حمید نے ثابت بنانی سے پوچھا تمہارا ابھی یہی عقیدہ ہے؟ تو ثابت نے اپنا ہاتھ اٹھا کر حمید کے سینے پر مار کر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انس رضی اللہ عنہ تو اسی طرح فرمائیں اور میں اسے چھپاتا پھروں گا؟ اے حمید! تمہاری کیا حیثیت ہے؟ اے حمید! تم کون ہوتے ہو''۔ یہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے۔

فوائد : اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

❶ اللہ تعالیٰ کی معمولی تجلی بھی پہاڑ جیسی مضبوط چیز برداشت نہ کر سکی۔

❷ کتاب و سنت سے ثابت شدہ بات کو بیان کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرنی چاہیے۔

❸ کتاب و سنت سے ثابت شدہ بات چھپانا کبیرہ گناہ ہے۔

حدیث : عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ : ((**إِنَّ قُلُوْبَ بَنِيْ آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ، كَقَلْبٍ وَّاحِدٍ يُصَرِّفُهٗ كَيْفَ يَشَآءُ**)) أَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ.

ترجمہ : ''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بنی آدم کے سارے دل ایک دل کی مانند اللہ رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں جس طرح چاہتا ہے اسے پھیر دیتا ہے''۔ اسے مسلم نے روایت کیا

ہے۔ اس حدیث کو کئی ایک صحابہ ؓ مثلاً نواس بن سمعان' ابوذر' جابر بن عبداللہ' انس بن مالک' نعیم بن ہمار' عبداللہ بن عمرو' ام سلمہ' ابوہریرہ اور سبرہ بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔

فوائد : اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

1. اللہ تعالیٰ کی انگلیاں بھی ہیں۔
2. تمام بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔
3. اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔
4. ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف پھیر دیں۔

احمد بن نصر نے سفیان بن عیینہ سے ان احادیث بارے پوچھا:

(1) بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا۔

(2) بنی آدم کے دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔

(3) بے شک اللہ تعالیٰ خوش ہوتے اور ہنستے ہیں۔

تو انہوں نے فرمایا: یہ احادیث اسی طرح ہیں جیسے یہ مروی ہیں۔ ہم ان کا اقرار کرتے اور بغیر کیفیت بیان کیے انہیں بیان کرتے ہیں۔ اسے ابویعلی فراء نے اپنی (کتاب) اِبْطَالُ التَّأْوِیْل میں اور امام دارقطنی نے اپنی (کتاب) الصفات میں روایت کیا ہے۔

حدیث : عَنْ بِشْرِ بْنِ الْحَارِثِ' یَقُوْلُ مَا سَمِعْتَ مَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((قَلْبُ ابْنِ آدَمَ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰهِ)) ؟ ثُمَّ قَالَ بِشْرٌ : اِنَّ هٰؤُلَاءِ الْجَهْمِیَّةُ یَتَعَاظَمُوْنَ هٰذَا.

ترجمہ : بشر بن حارث فرماتے ہیں: کیا تم نے نبی کریم ﷺ کا فرمان نہیں سنا۔ ابن آدم کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے؟ پھر بشر (بن حارث) فرمانے

لگے۔ یہ جہمی لوگ اسے بہت بڑا گناہ سمجھتے ہیں۔

فوائد : اس حدیث سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ:

1. اللہ تعالیٰ کی انگلیاں ہیں۔
2. تمام بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری کا بیان

﴿ وَجَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴾

یعنی ''اور تیرا رب (خود) آ جائے گا اور فرشتے صفیں باندھ کر (آ جائیں گے)''

اور **﴿ اَوْ يَاْتِىَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِىَ بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ ﴾**

یعنی ''یا ان کے پاس آپ کا رب آئے یا آپ کے رب کی کوئی (بڑی) نشانی آئے؟''

حدیث : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ:

((فَيَأْتِيهِمُ الْجَبَّارُ فِي صُورَةٍ غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ، فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ. فَيَقُولُونَ: أَنْتَ رَبُّنَا. فَلَا يُكَلِّمُهُ إِلَّا الْأَنْبِيَآءُ)).

ترجمہ : ''ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شفاعت والی حدیث میں فرمایا ہے: تو رب جبار اس صورت کے سوا جس صورت میں یہ لوگ اس کو دیکھ چکے ہوں گے ایک دوسری صورت میں نمودار ہوگا۔ اور فرمائے گا (ادھر آؤ) میں تمہارا رب ہوں (جب اس کو پہچان لیں گے) تو کہیں گے' تو ہی ہمارا رب ہے' تو سوائے انبیاء کرام کے اس سے کوئی بات نہ کر سکے گا''۔

فوائد : اس حدیث سے جو مسائل مستنبط ہوتے ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1. اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو دیدار دیں گے۔
2. قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی شایان شان صورت اختیار فرمائیں گے۔

❸ اللہ تعالیٰ دوبارہ دیدار دیتے ہوئے اپنی صورت تبدیل کر لیں گے۔

❹ قیامت کے دن انبیاء کرام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوں گے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ : يَأْتِي الرَّبُّ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى فِي الْكَرُوبِيِّينَ ؛ وَ هُمْ أَكْثَرُ مِنْ . (أَهْلِ السَّمٰوَاتِ وَ الْأَرْضِ) وَ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ مقرب فرشتوں کے جلو میں تشریف لائیں گے' اور ان کی تعداد آسمانوں اور زمین کے باسیوں سے زیادہ ہے''۔ اس کی سند حسن ہے۔

☆ مجاہد رحمہ اللہ ﴿ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ ﴾

یعنی ''اللہ تعالیٰ ان کے پاس ابر کے سائبانوں میں تشریف لائیں گے''۔

کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ بادلوں کے سوا ہے' یہ چیز تو صرف بنی اسرائیل کے لیے میدان تیہہ میں تھی اور روز قیامت اسی میں اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری ہو گی۔

حدیث: وَ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَ غَيْرِهٖ فِي الصَّحِيْحِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((فَيَأْتِيهِمُ اللّٰهُ فِيْ صُوْرَةٍ غَيْرِ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ)).

ترجمہ: صحیح بخاری میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس صورت میں لوگ اللہ تعالیٰ کو پہچانتے ہیں اس صورت کے علاوہ کسی اور صورت میں لوگوں کے پاس تشریف لائیں گے۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ:

❶ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے ہاں معروف صورت کے علاوہ اور صورت بھی اختیار فرمائیں گے۔

❷ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو متعدد بار اپنا دیدار دیں گے۔

حدیث: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((يَجْمَعُ اللّٰهُ الْأَوَّلِيْنَ، وَ الْآخِرِيْنَ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ قِيَامًا أَرْبَعِيْنَ سَنَةً شَاخِصَةً أَبْصَارُهُمْ

إِلَى السَّمَآءِ يَنْتَظِرُوْنَ فَصْلَ الْقَضَآءِ، وَ يَنْزِلُ اللّٰهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ ؛ مِنَ الْعَرْشِ إِلَى الْكُرْسِيِّ ، ثُمَّ يُنَادِي مُنَادِي : أَيُّهَا النَّاسُ أَلَمْ تَرْضَوْا مِنْ رَّبِّكُمْ أَنْ يُوَلِّي كُلَّ إِنْسَانٍ مِنْكُمْ مَا كَانَ يَتَوَلّٰى وَ يَعْبُدُ فِي الدُّنْيَا، أَلَيْسَ ذٰلِكَ عَدْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ؟ قَالُوْا: بَلٰى. فَيَنْطَلِقُوْنَ وَ يُمَثَّلُ لَهُمْ أَشْبَاهُ مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْطَلِقُ إِلَى الشَّمْسِ، وَ مِنْهُمْ مَنْ يَّنْطَلِقُ إِلَى الْقَمَرِ، وَ يُمَثَّلُ لِمَنْ كَانَ يَعْبُدُ عِيْسٰى شَيْطَانُ عِيْسٰى ، وَ يُمَثَّلُ لَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ عُزَيْرًا شَيْطَانُ عُزَيْرٍ ، وَ يَبْقٰى مُحَمَّدٌ وَ أُمَّتُهُ ، قَالَ: فَيَتَمَثَّلُ الرَّبُّ فَيَأْتِيهِمْ فَيَقُوْلُ: مَالَكُمْ لَا تَنْطَلِقُوْنَ كَمَا انْطَلَقَ النَّاسُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : إِنَّ لَنَا إِلٰهًا مَّا رَأَيْنَاهُ بَعْدُ، فَيَقُوْلُ : وَ هَلْ تَعْرِفُوْنَهُ إِنْ رَّأَيْتُمُوْهُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُ عَلَامَةٌ(إِذَا رَأَيْنَاهَا عَرَفْنَاهُ) فَيَقُوْلُ : مَا هِيَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: يَكْشِفُ عَنْ سَاقٍ، (فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَكْشِفُ عَنْ سَاقِهٖ) فَيَخِرُّ كُلُّ مَنْ كَانَ لِظَهْرِهٖ طَبَقٌ، وَ يَبْقٰى قَوْمٌ ظُهُوْرُهُمْ كَصَيَاصِي الْبَقَرِ، يُرِيْدُوْنَ السُّجُوْدَ، فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ، ﴿وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ وَ هُمْ سَالِمُوْنَ﴾)). اَلْحَدِيْث

ترجمہ : ''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے سب لوگوں کو قیامت کے دن جمع کر کے چالیس سال تک کھڑے رکھے گا۔ ان کی نظریں آسمان کی طرف لگی رہیں گی' وہ فیصلے کے وقت کا انتظار کریں گے' اور اللہ تعالیٰ ابر کے سائبانوں میں عرش سے کرسی پر نزول فرمائیں گے پھر ایک منادی آواز دے گا۔ اے لوگو! کیا تم اپنے رب سے اس بات پر راضی نہیں ہو کہ وہ ہر انسان کو اس کا ساتھی اور دوست بنا دے جس کی وہ دنیا میں عبادت کرتا تھا اور اس سے دوستی رکھتا تھا؟ کیا یہ بات تمہارے رب کی طرف سے مبنی بر انصاف نہیں ہے؟ تو وہ کہیں گے: کیوں نہیں! تو وہ چل پڑیں گے تو جن کی وہ عبادت کرتے تھے ان کی شکل بنا دی جائے گی' تو کوئی سورج کی طرف چل پڑیں گے تو

کئی چاند کی طرف' اور جو عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتا تھا اس کے لیے شیطان عیسیٰ کی شکل بنا دی جائے گی' اور جو عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتا تھا اس کے لیے شیطان عزیر کی شکل بنا دی جائے گی' اور محمد ﷺ اور آپ کی امت باقی رہ جائے گی' تو رب تعالیٰ شکل اختیار کر کے ان کے پاس تشریف لائیں گے اور پوچھیں گے تمہیں کیا ہے تم کیوں نہیں جاتے جیسے لوگ چلے گئے ہیں' تو وہ جواب دیں گے بے شک ہمارا معبود ہے جسے ہم نے ابھی تک دیکھا نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اگر تم اسے دیکھ لو تو اسے پہچان لو گے؟ وہ کہیں گے: ہمارے اور اس کے درمیان ایک نشانی مقرر ہے' جب ہم وہ نشانی دیکھ لیں گے تو اسے پہچان لیں گے' تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: وہ کون سی نشانی ہے؟ تو وہ کہیں گے: اللہ تعالیٰ (اپنی) پنڈلی کھولیں گے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھول دیں گے تو ہر وہ شخص جس کی پشت میں خم ہوگا۔ وہ (سجدے میں) گر جائے گا اور ایسے لوگ (سجدہ کرنے سے) رہ جائیں گے جن کی پشتیں گائے کے سینگوں کی طرح ہوں گی' وہ سجدہ کرنے کا ارادہ کریں گے مگر سجدہ کر نہیں سکیں گے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ" یعنی" حالانکہ وہ سجدے کے لیے (اس وقت بھی) بلائے جاتے تھے جب کہ صحیح سالم تھے"۔ الحدیث۔

اسے ابن وارہ اور عبداللہ بن احمد وغیرہ نے اسماعیل بن عبید سے روایت کیا ہے اور وہ ثقہ راوی ہے۔

فوائد : اس حدیث سے چند ایک مسائل ثابت ہوتے ہیں جن میں سے بعض کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اگلے پچھلے سب لوگوں کو جمع فرمائیں گے۔

۲۔ لوگ چالیس سال تک آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے حساب و کتاب شروع ہونے کے انتظار میں کھڑے رہیں گے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ عرش معلّٰی سے کرسی مبارک پر ابر کے سائبانوں میں نزول فرمائیں گے۔

۴۔ اعلان ہوگا کہ آج ہر انسان اس کے ساتھ ہوگا جس کی وہ دنیا میں عبادت کرتا تھا۔

۵۔ غیر اللہ کی عبادت کرنے والے اپنے اپنے معبودانِ باطلہ کے پیچھے چلے جائیں گے۔

۶۔ امت محمدیہ اپنے معبودِ حقیقی اللہ تعالیٰ کے انتظار میں کھڑے رہیں گے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ ان کے کھڑے رہنے کی وجہ دریافت فرمائیں گے۔

۸۔ اہل توحید اپنے معبود حقیقی اللہ تعالیٰ کی نشانی اور تشریف آوری کا انتظار کریں گے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کی پنڈلی مبارک بھی ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی مبارک کھولیں گے۔

۱۱۔ اہل توحید یہ منظر دیکھ کر سجدے میں گر جائیں گے۔

۱۲۔ بے نماز یہ منظر دیکھ کر سجدہ نہیں کرسکیں گے۔

حدیث: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، وَ لَفْظُهُ: ((فَيَتَمَثَّلُ اللّٰهُ لِلْخَلْقِ، ثُمَّ يَأْتِيهِمْ فِي صُورَتِهِ)).

نیز اس حدیث کو امام ثوری وغیرہ نے بروایت

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ''تو اللہ تعالیٰ مخلوق کے لیے شکل وصورت اختیار فرمائے گا پھر ان کے پاس اپنی صورت میں تشریف لائے گا''۔

اسے عبدالاعلی بن ابی مساور اور یزید بن عبدالرحمٰن دالانی نے بھی منہال سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

❶ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اہل ایمان وتوحید کو اپنی ذات کا دیدار دیں گے۔

❷ اللہ تعالیٰ اپنی شایانِ شان صورت اختیار فرمائیں گے۔

☆ بروایت دیگر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے، جب لوگوں کو محشر میں جمع کیا جائے گا تو وہ چالیس سال تک کھڑے ہی رہیں گے ان کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہوں گی۔الحدیث

حدیث: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :قِيْلَ لَهُ : مَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ ؟ قَالَ : ((ذَاكَ يَوْمٌ يَنْزِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى كُرْسِيِّهٖ ، يَئِطُّ كَمَا يَئِطُّ الرَّحْلُ الْجَدِيْدُ مِنْ تَضَايُقِهٖ بِهٖ ، (وَ هُوَ كَسَعَةِ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ) وَالْأَرْضِ ، وَ يُجَاءُ بِكُمْ حُفَاةً ، عُرَاةً ، غُرْلًا ، فَيَكُوْنُ (أَوَّلَ مَنْ يُكْسٰى إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)، يَقُوْلُ اللّٰهُ : ((أُكْسُوْا خَلِيْلِيْ ، فَيُؤْتٰى بِرِيْطَتَيْنِ بَيْضَاوَيْنِ مِنْ رِّيَاطِ الْجَنَّةِ ، ثُمَّ أُكْسٰى عَلٰى أَثَرِهٖ ، ثُمَّ أَقُوْمُ عَنْ يَّمِيْنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَقَامًا يَغْبِطُنِي الْأَوَّلُوْنَ ، وَالْآخِرُوْنَ)). عُثْمَانُ ضَعَّفُوْهُ ، وَ هُوَ أَبُو الْيَقْظَانِ. وَ جَمَاعَةٌ يَرْوُوْنَهُ عَنِ الصَّعْقِ.

ترجمہ: امام دارمی نے باب باندھا ہے: ”بَابُ نُزُوْلِ الرَّبِّ فِيْ شَأْنِ السَّاعَةِ“ قیامت کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے نزول فرمانے کا بیان۔ اور اس بارے میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث لائے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ مقام محمود کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ اس دن کی بات ہے جس دن اللہ تعالیٰ اپنی کرسی پر نزول فرمائیں گے، تو کرسی نزول کی وجہ سے ضیق محسوس کرتے ہوئے اس طرح آواز نکالے گی جس طرح نئے کجاوے سے آواز آتی ہے۔ حالانکہ کرسی آسمان و زمین کی درمیانی وسعت کی طرح وسیع ہے۔ اور تمہیں ننگے پاؤں، ننگے بدن، بغیر ختنے لایا جائے گا، سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، میرے خلیل ابراہیم کو لباس پہناؤ تو انہیں جنت کی ایک پاٹ کی دو سفید چادریں دی جائیں گی، پھر ان کے بعد مجھے لباس پہنایا جائے گا پھر میں اللہ تعالیٰ کی دائیں طرف ایک مقام پر

کھڑا ہوں گا کہ مجھے دیکھ کر اگلے پچھلے سب رشک کریں گے۔ اس حدیث کے ایک راوی ابو یقظان عثمان کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے اور ایک جماعت نے اس حدیث کو صعق بن حزن سے روایت کیا ہے۔

فوائد : اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

1. نبی کریم ﷺ قیامت کے دن مقام محمود پر ہوں گے۔
2. سب لوگ قیامت کے دن ننگے بدن، ننگے پاؤں اور بغیر ختنے کئے آئیں گے۔
3. سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس جنت پہنایا جائے گا۔
4. اس کے بعد نبی کریم ﷺ کو لباس جنت پہنایا جائے گا۔
5. کسی ایک بات میں کسی نبی علیہ السلام کا ہمارے پیارے نبی ﷺ سے افضل ہونا بحیثیت مجموعی افضل ہونے کی دلیل نہیں ہے۔
6. بحیثیت مجموعی نبی کریم ﷺ سب انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں۔
7. مقام محمود اللہ تعالیٰ کی دائیں طرف ہوگا۔
8. تمام انبیاء نبی کریم ﷺ کی شان دیکھ کر رشک کریں گے۔

☆ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِي قَوْلِهِ : ﴿وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ﴾ (يَأْتِي اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي ظُلَلٍ مِّنَ) السَّحَابِ قَدْ قُطِّعَتْ طَاقَاتٍ. رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ زَمْعَةَ. وَ بَعْضُهُمْ رَفَعَهُ، وَ لَمْ يَصِحَّ.

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی: ﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ﴾ یعنی ''وہ صرف اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس ابر کے سائبانوں میں تشریف لائیں'' کے بارے میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بادلوں کے ان سائبانوں میں تشریف لائیں گے جو سائبان بادلوں کے ٹکڑوں کی شکل میں ہوگا۔ کئی ایک نے اس روایت کو زمعہ سے بیان کیا ہے مگر بعض نے اسے مرفوع بیان کر دیا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔''

☆ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ : لَأَهْلُ السَّمَآءِ السَّابِعَةِ أَكْثَرُ مِنْ أَهْلِ السَّمٰوَاتِ السِّتِّ ، وَ أَهْلِ الْأَرَضِيْنَ بِالضِّعْفِ، فَيَجِيْءُ اللّٰهُ فِيْهِمْ وَ الْأُمَمُ جُثَاةٌ صُفُوْفٌ.

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بواسطہ شہر بن حوشب مروی ہے فرماتے ہیں ساتویں آسمان پر مخلوقات باقی چھے آسمانوں اور زمین کی مخلوقات سے دوگنا زیادہ ہیں' تو اللہ تعالیٰ مخلوقات کے سامنے جب تشریف لائیں گے تو لوگوں کی یہ حالت ہوگی کہ وہ صفیں باندھ کر گھٹنوں کے بل گرے پڑے ہوں گے''۔

☆ شہر بن حوشب فرماتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ابر کے سائبانوں میں تشریف لائیں گے۔

☆ بسند دیگر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرشتوں کے جلو میں نزول فرمائیں گے' اس کا عرش رکھا جائے گا' اور ترازو اس کے ایک ہاتھ میں ہوگا' تو فرمائے گا۔ اے میرے فرشتو! مخلوق کو میرے سامنے پھیلا دو مجھے میری عزت کی قسم! مجھے کسی ظالم کا ظلم گوارا نہیں۔

ایک روایت میں ''اُنْشُرُوْا'' یعنی پھیلا دو کی بجائے ''اُحْشُرُوْا'' جمع کرو۔ کے الفاظ ہیں۔

☆ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ : إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مُدَّتِ الْأَرْضُ مَدَّ الْأَدِيْمِ، وَ جُمِعَ الْخَلَائِقُ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ... فَذَكَرَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا . قَالَ وَ يَجِيْءُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ الْأُمَمُ جُثَاةٌ. وَ هٰكَذَا رَوَاهُ جَمَاعَةٌ عَنْ عَوْفٍ.

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں: جب قیامت کا دن ہوگا تو زمین کو کھینچ کر چمڑے کی طرح لمبا کر دیا جائے گا' اور تمام مخلوقات کو ایک ہی میدان میں جمع کر دیا جائے گا.... پھر لمبی حدیث ذکر کی اور آخر پر فرمایا: اللہ تعالیٰ تشریف لائیں گے تو لوگ گھٹنوں کے بل گرے پڑے ہوں گے''۔ عوف بن ابی جمیلہ راوی حدیث سے ایک جماعت نے اسی طرح روایت کیا ہے۔

☆ سعید بن جبیر کے واسطے سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ابر کے سائبانوں میں نزول فرمائیں گے۔الحدیث

☆ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فِي قَوْلِهِ : ﴿ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلاً ﴾ قَالَ : يَنْزِلُ أَهْلُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَ هُمْ أَكْثَرُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، وَ مِنَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ، فَيَقُوْلُ أَهْلُ الْأَرْضِ: أَفِيْكُمْ رَبُّنَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا، وَ سَيَأْتِي، ثُمَّ تَنْشَقُّ السَّمَآءُ الثَّانِيَةُ.... وَ سَاقَ الْحَدِيْثَ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَيَقُوْلُوْنَ: أَفِيْكُمْ رَبُّنَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا، وَ سَيَأْتِي... ثُمَّ يَأْتِي الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ فِي الْكَرُوْبِيِّيْنَ، وَ هُمْ أَكْثَرُ (مِنْ) أَهْلِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ. رَوَاهُ جَمَاعَةٌ عَنْ حَمَّادٍ.

"سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان بارے مروی ہے:

﴿ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلاً ﴾

یعنی "اور جس دن آسمان بادل پر پھٹ جائے گا اور فرشتے لگا تار اتارے جائیں گے"۔

کہ آسمانِ دنیا والے اتریں گے اور ان کی تعداد اہل زمین، جنوں اور انسانوں سے زیادہ ہے، تو اہل زمین کہیں گے: کیا تم میں ہمارے رب تعالیٰ ہیں؟ وہ جواب دیں گے: نہیں، بہت جلد تشریف لائیں گے، پھر آسمان دوبارہ پھٹے گا...اسی طرح حدیث بیان کرتے گئے یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک بیان کیا، تو اہل زمین کہیں گے: کیا تم میں ہمارے رب تعالیٰ ہیں؟ تو وہ کہیں گے: نہیں، بہت جلد تشریف لائیں گے پھر رب تعالیٰ مقرب فرشتوں کے جلو میں تشریف لائیں گے وہ آسمانوں اور زمین کی آبادی سے زیادہ ہوں گے۔اس حدیث کو ایک جماعت نے حماد سے بیان کیا ہے"۔

☆ ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی بارے فرماتے ہیں "اَلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ" یعنی "قیامت کی ہولناکی سے آسمان پھٹ جائے گا"۔اس کا مطلب ہے اللہ رحمٰن کے نزول فرمانے کی وجہ سے آسمان پھٹ جائے گا۔

☆ حسن بصری فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر ملی ہے کہ غریب مسلمان، مالدار مسلمانوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے، اور دوسرے لوگ ابھی اپنے گھٹنوں کے بل گرے پڑے ہوں گے، تو ان کے پاس ان کے رب تعالیٰ تشریف لا کر فرمائیں گے۔ تم لوگوں کے حکمران اور ان کے معاملات کے ذمہ داران تھے تو مجھے تم سے سوالات کرنے ہیں۔

☆ حسن بصری فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! پھر (اس کے بعد) سخت حساب ہوگا مگر جو اللہ تعالیٰ آسان فرما دے۔

☆ عثمان بن سعید دارمی فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے نزول فرمانے بارے ارشادِ گرامی، اللہ تعالیٰ کے ان فرمودات سے زیادہ عجیب (وغریب) تو نہیں:

❶ "هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ" یعنی "وہ تو صرف اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس ابر کے سائبانوں میں تشریف لائے"۔

❷ "وَ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا" یعنی "تیرے رب تعالیٰ اور فرشتے صفیں باندھ باندھ کر تشریف لائیں گے"۔ تو وہ جس طرح اس بات پر قادر ہے اسی طرح وہ اس بات پر بھی قادر ہے۔

☆ اسحٰق بن راہویہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنی ایسی صفات بیان کی ہیں جن سے اس نے مخلوق کو اس بات سے مستغنی کر دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ صفات کے علاوہ اس کی صفات بیان کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ ﴾

"کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس ابر کے سائبانوں میں تشریف لائیں گے"۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ ﴾

’’اور آپ فرشتوں کو اللہ کے عرش کے ارد گرد حلقہ باندھے ہوئے دیکھیں گے‘‘۔

اس جیسی دیگر کئی آیات جس میں عرش معلّٰی کا بیان ہے۔

☆ محمد بن اسلم طوسی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’وہ صرف اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے ان کے پاس ابر کے سائبانوں میں تشریف لائیں‘‘۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے: اور آپ کے رب تعالیٰ خود تشریف لائیں گے اور فرشتے بھی صفیں باندھ باندھ کر آئیں گے' تو جو شخص اللہ تعالیٰ کے نزول فرمانے (تشریف لانے) کو جھٹلاتا ہے وہ یقیناً کتاب اللہ (قرآن مجید) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلا رہا ہے۔

ابو عباس سراج رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’’اَلرَّدُّ عَلَی الْجَهْمِيَّه‘‘ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے فرماتے ہیں:

حدیث: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: يُحْشَرُ النَّاسُ حُفَاةً، عُرَاةً، مُشَاةً، قِيَامًا، أَرْبَعِيْنَ سَنَةً شَاخِصَةً أَبْصَارُهُمْ إِلَی السَّمَآءِ يَنْتَظِرُوْنَ فَصْلَ الْقَضَآءِ، يُلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ، وَ يَنْزِلُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ إِلَی الْعَرْشِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: ((اُكْسُوْا إِبْرَاهِيْمَ)). فَيُكْسٰى قِبْطِيَّتَيْنِ. ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَأُكْسٰى حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ، وَ أَقُوْمُ عَنْ يَّمِيْنِ الْعَرْشِ، لَيْسَ أَحَدٌ يَّقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِیْ))

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (قیامت کے دن) لوگوں کو ننگے پاؤں' ننگے بدن' پیدل جمع کیا جائے گا' چالیس سال تک کھڑے رہیں گے' آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر حساب کے فیصلے کا انتظار کر رہے ہوں گے' پسینہ ان کے منہوں تک پہنچ جائے گا' اللہ تعالیٰ ابر کے سائبانوں میں عرش کی طرف نزول فرمائیں گے' پھر اللہ

تعالیٰ فرمائیں گے' ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہناؤ' تو انہیں دو سفید رنگ کی مصری چادریں پہنا دی جائیں گی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پھر مجھے جنت کا حلہ پہنایا جائے گا' اور میں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہو جاؤں گا' میرے سوا اس مقام پر کوئی کھڑا نہیں ہوگا۔

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ:

1. نبی کریم ﷺ قیامت کے دن مقام محمود پر ہوں گے۔
2. سب لوگ قیامت کے دن ننگے بدن، ننگے پاؤں اور بغیر ختنے کئے آئیں گے۔
3. سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس جنت پہنایا جائے گا۔
4. اس کے بعد نبی کریم ﷺ کو لباس جنت پہنایا جائے گا۔
5. کسی ایک بات میں کسی نبی علیہ السلام کا ہمارے پیارے نبی ﷺ سے افضل ہونا بحیثیت مجموعی افضل ہونے کی دلیل نہیں ہے۔
6. بحیثیت مجموعی نبی کریم ﷺ سب انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں۔
7. مقام محمود اللہ تعالیٰ کی دائیں طرف ہوگا۔
8. تمام انبیاء نبی کریم ﷺ کی شان دیکھ کر رشک کریں گے۔

حدیث: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا، اَلْحَدِيْثُ فِي الْبَعْثِ طَوِيْلٌ، فِيْهِ: ((حَتّٰى إِذَا بَقِيَ الْمُسْلِمُوْنَ، قِيْلَ: أَلَا تَنْطَلِقُوْنَ؟ قَدْ ذَهَبَ النَّاسُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: حَتّٰى يَأْتِيَ رَبُّنَا. فَيُقَالُ: مَنْ رَّبُّكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: رَبُّنَا اللّٰهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ. فَيَقُوْلُ: هَلْ تَعْرِفُوْنَهُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: إِذَا تَعَرَّفَ لَنَا عَرَفْنَاهُ. قَالَ: فَيَقُوْلُ: أَنَا رَبُّكُمْ. فَيَقُوْلُوْنَ: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ. فَيَكْشِفُ لَهُمْ عَنْ سَاقٍ، فَيَقَعُوْنَ لَهُ سُجَّدًا، ثُمَّ يَنْطَلِقُ، وَ يُتْبَعُ أَثَرُهُ)). اَلْحَدِيْثُ.

ترجمہ: ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے قیامت کو اٹھنے کے بارے طویل مرفوع حدیث مروی ہے اس میں یہ بیان ہے: ''یہاں تک کہ جب مسلمان باقی رہ جائیں گے' کہا جائے گا تم کیوں نہیں جاتے؟ لوگ تو جا چکے؟ تو وہ کہیں گے: ہمارے رب تعالیٰ کی تشریف

آوری تک (ہم یہاں ہی کھڑے رہیں گے) تو پوچھا جائے گا: تمہارا رب کون ہے؟ تو وہ کہیں گے: ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے جس کا کوئی شریک نہیں، تو وہ کہے گا: کیا تم اسے پہچان لو گے؟ وہ جواب دیں گے: جب وہ ہمیں پہچان کروائے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں۔ تو وہ کہیں گے: ہم تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ (اپنی) پنڈلی کھولیں گے، تو مسلمان سجدے میں گر جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ تشریف لے جائیں گے، اور سجدہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے پیچھے چلے جائیں گے''۔ الحدیث

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

1. اللہ تعالیٰ کی پنڈلی مبارک ہے۔
2. اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی مبارک کھولیں گے۔
3. اہل توحید اس علامت سے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیں گے۔
4. دیدار الٰہی پا کر سجدے میں گر جائیں گے۔
5. ناحق ربوبیت کا دعویٰ کرنے والوں کو ایمان دار کبھی تسلیم نہیں کرتے۔

حدیث: عَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُنَادِي مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِيْنَ يَنْزِلُ الرَّبُّ عَنْ عَرْشِهِ لِلْحِسَابِ. أَيُّهَا النَّاسُ نَزَلَ رَبُّكُمْ بِمَلَائِكَتِهِ وَ غَمَامَةٍ تَحُفُّهُ، وَ يُنَادِي بِقُدْرَتِهِ وَ سُلْطَانِهِ: ﴿أَتٰى أَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ﴾)).

هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ جِدًّا.

ترجمہ: ''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: قیامت کے دن جب رب تعالیٰ حساب کے لیے عرش معلی سے نزول فرمائیں گے تو ایک آواز دینے والا آواز دے گا: اے لوگو! تمہارا رب اپنے فرشتوں کے جلو اور گھیرنے والے ابر میں نزول فرما رہے ہیں، اور وہ اپنی قدرت و طاقت سے آواز دے گا: اللہ تعالیٰ کا حکم آ پہنچا، اب اس کی جلدی نہ مچاؤ''۔ یہ حدیث بہت زیادہ

منکر ہے۔

فوائد: اس حدیث سے یہ مسائل ثابت ہوتے ہیں:

❶ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حساب لینے کے لئے تشریف لائیں گے۔

❷ اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی آئیں گے۔

❸ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری کے وقت ایک فرشتہ باقاعدہ اعلان کرے گا۔

☆ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان بارے مروی ہے: ''وہ صرف اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس تشریف لائے''۔ فرماتے ہیں: جس وقت اللہ تعالیٰ نزول فرمائیں گے تو اس کے اور مخلوق کے درمیان ستر ہزار (70,000) پردے ہوں گے' ان میں سے کئی نور کے کئی اندھیرے کے' اور کئی پانی کے ہوں گے۔ تو پانی سے ایسی آواز سنائی دے گی جس سے دل ہل جائیں گے۔ اس کی سند اچھی ہے اس کو ابویعلی موصلی نے بواسطہ مقدمی' معتمر بن سلیمان سے روایت کیا ہے اور ابوشیخ اصبہانی نے اسے ابویعلی موصلی سے روایت کیا ہے۔

☆ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: **يُبَدِّلُ اللّٰهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَرْضٍ مِّنْ فِضَّةٍ لَمْ تُعْمَلْ عَلَيْهَا الْخَطَايَا، فَيَنْزِلُ عَلَيْهَا الْجَبَّارُ تَعَالٰى.** غَرِيبٌ مُنْكَرٌ مَوْقُوفٌ.

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس زمین کو چاندی کی ایسی زمین میں تبدیل کر دیں گے جس پر کوئی گناہ نہیں ہوئے ہوں گے' تو رب جبار اس پر نزول فرمائیں گے''۔ یہ روایت غریب' منکر اور موقوف ہے۔

☆ امام مجاہد' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''وہ تو صرف اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس ابر کے سائبانوں میں تشریف لائے'' کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ بادل کے علاوہ (کوئی چیز) ہے اور وہ صرف بنی اسرائیل کے لیے میدان تیہہ میں تھا' اور قیامت کے روز اسی میں اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری ہوگی۔

☆ قتادہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِىْ ظُلَلٍ''

یعنی وہ صرف اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس تشریف لائے'' کے بارے میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ان کے پاس ابر کے سائبانوں میں تشریف لائیں گے' اور موت کے وقت ان کے پاس فرشتے آتے ہیں شیبان نحوی نے معمر کی متابعت کرتے ہوئے قتادہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

☆ ابن جریج' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''وَ یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ '' یعنی اور جس دن آسمان بادل پر پھٹ جائے گا۔ کے بارے میں فرماتے ہیں: وہ چیز جس میں اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری ہوگی وہ ابر ہیں' لوگوں کا خیال ہے یہ بات جنت میں تشریف آوری کی ہے۔

☆ ابو العالیہ، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وہ صرف اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس ابر کے سائبانوں میں تشریف لائیں: کے بارے میں فرماتے ہیں: فرشتے تو ابر کے سائبانوں میں آئیں گے' اور اللہ تعالیٰ جس چیز میں چاہیں گے تشریف لائیں گے' اور یہ اس آیت کی طرح ہے۔ اور جس دن آسمان بادل پر پھٹ جائے گا اور فرشتے لگا تار اتارے جائیں گے۔

☆ ضحاک بن مزاحم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنے شایان شان حسن و جمال میں تشریف لائیں گے اور اس کے ساتھ جس قدر اللہ تعالیٰ چاہے گا فرشتے ہوں گے۔ آگے پوری حدیث ذکر کی۔

☆ امام سدی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ابر کے سائبانوں میں تشریف لائیں گے۔ تو آسمان پھٹ جائیں گے'' اور فرشتے لگا تار اتارے جائیں گے''۔

☆ زہیر بن محمد مکی' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَ الْمَلٰٓئِکَةُ'' یعنی ابر کے سائبانوں میں (اللہ تعالیٰ تشریف لائیں گے) اور فرشتے ۔ کے بارے میں فرماتے ہیں: ابر کے سائبان یاقوت سے جوڑے گئے ہیں' جو ہر اور زبرجد موتی اس میں جڑے ہوئے ہیں۔

☆ ربیع بن انس بکری اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''وہ صرف اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس تشریف لائیں'' کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ قیامت کے روز کی بات ہے۔ فرشتے ابر کے سائبانوں میں ان کے پاس آئیں گے اور رب تعالیٰ اپنی مرضی کے مطابق تشریف لائیں گے۔ یہ آیت بعض قراتوں میں اس طرح ہے: "هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ وَالْمَلَائِكَةُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ" یعنی وہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے ان کے پاس ابر کے سائبانوں میں تشریف لائیں۔ ابوشیخ نے اپنی تفسیر میں اسی طرح روایت کیا ہے۔

☆ کعب احبار فرماتے ہیں: چار پہاڑ ایسے ہیں کہ ہر پہاڑ کا موتی مشرق سے مغرب تک کا درمیانی حصہ روشن کر دیتا ہے: ❶ جبل لبنان ❷ جبل جودی ❸ جبل طور ❹ جبل جلیل۔ اللہ تعالیٰ ان کو چلائیں گے تو وہ بیت المقدس کے کونوں میں ہو جائیں گے، تو رب تعالیٰ اپنے عرش پر تشریف لائیں گے تو عرش ان پہاڑوں پر ہوگا۔

اسے ابن لہیعہ نے بھی ابوقبیل کے واسطے سے کعب احبار سے اسی طرح روایت کیا ہے اور دونوں اسناد بہت زیادہ ضعیف ہیں۔

☆ اسحاق بن عیسیٰ فرماتے ہیں ہم عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون کے پاس ایک جہمی کو لے کر آئے جو اس بات کا منکر تھا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کے پاس تشریف لائیں گے، تو انہوں نے فرمایا: اے بیٹے! تو کس چیز کا منکر ہے؟ اس نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ اس بات سے بہت بلند و بالا ہیں کہ وہ اس صفت میں نزول فرمائے، تو عبدالعزیز نے فرمایا: اے احمق اللہ تعالیٰ اپنی صفت سے بدلتا نہیں لیکن تیری آنکھیں اللہ تعالیٰ اور اس کی صفت کو بدلنا چاہتی ہیں تاکہ تو اسے اپنی چاہت کے مطابق دیکھے۔ تو جہمی کہنے لگا: میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ

کرتا ہوں۔ اور (اس کے ساتھ ہی) اپنے عقیدے سے رجوع کرلیا۔

حدیث : عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقٰى فِيْهَا وَ تَقُوْلُ : ﴿هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ؟﴾ حَتّٰى يَأْتِيَهَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَيَضَعُ قَدَمَهُ فِيْهَا، فَيَنْزَوِيْ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ تَقُوْلُ : قَدْ ، قَدْ. أَوْ تَقُوْلُ: قَطْ ، قَطْ بِعِزَّتِكَ وَ كَرَمِكَ)). أَخْرَجَهُ : خ ، م ، س

ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جہنمی) مسلسل جہنم میں پھینکے جاتے رہیں گے اور وہ کہتی رہے گی: ''هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ'' یعنی کیا کچھ اور زیادہ بھی ہے؟ یہاں تک کہ رب العالمین تشریف لائیں گے تو اپنا قدم مبارک اس پر رکھیں گے تو وہ سکڑ جائے گی' اور کہے گی (اے میرے اللہ) تیری عزت وکرم کی قسم! بس بس (میں بھر گئی) اس حدیث کو بخاری' مسلم اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

فوائد: اس حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ:

1. قیامت کے دن اہل جہنم مسلسل جہنم میں پھینکے جائیں گے۔
2. جہنم پکار پکار کر مزید جہنمی مانگے گی۔
3. اللہ تعالیٰ کا قدم مبارک اس کی شان کے مطابق ہے۔
4. اللہ تعالیٰ اپنا قدم مبارک جہنم پر رکھیں گے۔
5. جہنم سکڑ کر بس بس پکار اٹھے گی۔

کتاب وسنت اور اقوال سلف میں وارد شدہ' اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والے' قائم و دائم' غیر متغیر غیر زائل کی صفت ''تشریف آوری'' کے بارے یہ ایک وسیع باب ہے۔

ہم اس پر اور اس کی بیان شدہ صفات پر ایمان لاتے ہیں' سلف صالحین نے جہاں توقف کیا ہے۔ ہم بھی وہاں توقف کریں گے' اور ہم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں میں اپنی ذات' اسماء وصفات پر ایمان پختہ فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کے سمیع و بصیر ہونے کا بیان

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾

یعنی ''اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے والا دیکھنے والا ہے''

یاد رہے! اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بے نظیر ہے' تو جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق سے تشبیہ دے وہ کافر' خائب و خاسر ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی صفات مقدسہ کی نفی کر رہے ہیں۔ وہ عظیم معبود ہے اور اپنے رسولوں کی زبانی جو اپنی صفات بیان کی ہیں ان صفات سے متصف ہے.........

اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی (ہارون علیہ السلام) سے فرمایا:
''اِنَّنِيْ مَعَكُمَا اَسْمَعُ وَ اَرٰى ''یعنی ''میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا دیکھتا رہوں گا''۔

اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں ارشاد فرماتے ہیں: اے میرے ابا جان! آپ ان کی پوجا پاٹ کیوں کر رہے ہیں جو نہ سنیں نہ دیکھیں؟ نہ آپ کو کچھ بھی فائدہ پہنچا سکیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ''اور اللہ تعالیٰ بہت سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے'' ایک اور مقام پر فرمایا: ''اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا جانتا ہے''۔ نیز فرمایا: ''اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے''۔

اس کے علاوہ دیگر ایسی آیات جو اللہ تعالیٰ کے لیے صفات سمع' بصر اور مغفرت کو ازل سے اشیاء کو پیدا کرنے سے پہلے ہی ثابت کرتی ہیں' وہ آیات مُشَبِّہہ کے مذہب کو باطل کر دیتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس وقت بھی سمیع' بصیر اور غفور تھا جب کوئی مسموع' مرئی اور مغفور لہ نہ تھا اور وہ آج ہی کی طرح بلکہ ازل ہی کی طرح قیامت کے دن کا مالک ہوگا حالانکہ ابھی تک قیامت کا دن موجود نہیں لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ ان صفات سے متصف ہے' ازل تا ابد ان ناموں سے موسوم ہے۔

تو اس کی اعلیٰ صفات اور اسمائے حسنیٰ دائمی حقیقی ہیں نہ کہ مجازی' اسی لیے وہ

ازل سے خالق و رازق ہے۔ جب کہ ابھی مخلوق و رزق کا نام و نشان بھی نہ تھا ازل سے اکیلے اور یکتا ہونے کے بعد اس نے جو چاہا کائنات پیدا کی' اور اس نے یہ پسند کیا اور ارادہ کیا کہ مخلوق کو وجود میں لانا چاہے تاکہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کی تسبیح بیان کریں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ" یعنی "ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو" تو تمام موجودات مثلاً حیوانات' جمادات' اعراض' معنوی اشیاء اور تعلقات و روابط اپنے خالق کی وحدانیت اور پاکیزگی بیان کرتی اور اس کا حکم بجالاتی ہیں' "وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ" یعنی "ہاں یہ صحیح ہے کہ تم ان کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے"۔

یہ ایسا امر ہے اس کا حل نصوص پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق کرنا ہے۔

جیسا اللہ تعالیٰ نے "رحم" پیدا کیا تو یہ ایک معنوی چیز ہے جو رشتہ داروں کے درمیان رابطے اور تعلق کا نام ہے تو صلہ رحمی نے قطعی رحمی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا: کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ جو صلہ رحمی کرے میں اس پر رحم کروں اور جو قطعہ رحمی کرے میں اس پر رحم نہ کروں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: "سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ" یعنی "آسمانوں اور زمین میں جو ہے (سب) اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں" نیز فرمایا: "تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِیْهِنَّ" یعنی "ساتوں آسمان اور زمین اور جو بھی ان میں ہے اسی (اللہ) کی تسبیح کر رہے ہیں" اس بارے کتاب و سنت میں بہت کثرت سے دلائل و نصوص موجود ہیں۔ اپنے رب سے ڈر جاؤ' اس کی کتاب کی تصدیق کرو' اور اپنے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ..... "فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ" پس اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں مت بناؤ" معتزلہ کی طرح محال و ناممکن تاویلات سے حق کو مسترد کرنے میں جلد بازی سے کام مت لو۔

اسی طرح صالح عمل مصدر ہے اور مصادر جسم والی ذات نہیں ہوتے تو جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اسے جسم بنا دے گا' تو عمل خوبصورت نوجوان کی شکل میں آئے گا اور

نیک عمل کرنے والا اپنی قبر میں اس سے مانوس ہوگا۔

جس شخص نے اپنی عقل کو کتاب وسنت کے تابع کرنے کا فیصلہ کر لیا وہ کامیاب ہوگیا' اور جو شخص تحریف' تاویل اور مثالیں بنانے لگ گیا تو بلاشبہ اس نے اپنے دین کو خطرے میں ڈال دیا' اور جو شخص خاموش رہا اور (کیفیت کا علم) اللہ کے سپرد کر دیا تو وہ سلامتی کی راہ پر گامزن ہوگیا' اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت دے دیتا ہے۔

کتاب الاربعین فی صفات رب العالمین کا پہلا حصہ اختتام پذیر ہوا اور اللہ تعالیٰ سیدنا محمد' آپ کی آل اور صحابہ پر درود وسلام نازل فرمائے' ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

الحمدللہ کتاب الاربعین فی صفات رب العالمین کا ترجمہ' اس کی مرفوع احادیث کے فوائد اختتام پذیر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اسے میرے اور میرے والدین اور اہل وعیال کے لئے باعث ثواب ونجات بنائے اور عامۃ الناس کے لئے نفع بخش بنائے۔ (آمین)

آخر پر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ میرے اس عمل کو خالص اپنی رضا ورحمت کے لیے قبول فرما لے اور ''جس دن ہر نفس (شخص) اپنی کی ہوئی نیکیوں کو موجود پائے گا' اللہ تعالیٰ اسے میری نیکیوں کے پلڑے میں ڈال دے' بے شک وہی توفیق دینے والا اور قدرت رکھنے والا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ اَجْمَعِيْنَ. آمِيْن يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ

مترجم: ابوذر محمد زکریا
مدیر: کلیۃ القرآن والحدیث
فیروز وٹواں ضلع شیخوپورہ
13 / جون بروز جمعۃ المبارک بعد نمازِ فجر

ہماری چند دیگر کتب

حدیبیہ پبلیکیشنز

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Ph: +92 - 42 - 7242604